۸۵۶
۹۲

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

اِرْشَادُ الصَّادِقِیْن

اردو ترجمہ

فَوَائِدُ السَّالِکِیْن

ملفوظات امام المتقین رئیس الکاملین قطب الاقطاب
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

حضرت سلطان الاولیاء بابا فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ

خاکپائے اولیاء و گردِ راہِ اتقیا فقیر حقیر پر تقصیر اضعف عباد اللہ الخالق
عاصی محمد صادق چشتی قادری احمد پوری صانہ اللہ عن الشرور والخفی والجلی
خطیب مسجد بدھو خان مرحوم احمد پور شرقیہ
بہاولپور (ڈویژن)

قیمت [illegible] روپے [illegible]

* اَلَا اِنَّ اَولِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوفٌ عَلَیہِم وَلَا ھُم یَحزَنُونَ *

اُرشادُ الصَّادِقِین

اُردو ترجمہ

فوائد السَّالِکِین

ملفوظات امام المتقین رئیس الکاملین قطبُ الاقطاب
خواجہ قطبُ الدّین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

حضرت سلطان الاولیاء بابا فرید الدّین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ

خاکپائے اولیاء گرد راہِ اتقیاء فقیر حقیر پر تقصیر اضعف عباد اللہ الخالق
* عاصی محمد صادق چشتی قادری احمدپوری صانہ اللہ عن الشر الخفی والجلی
خطیب مسجد یعقوب خان مرحوم احمدپور شرقیہ
بہاولپور (ڈویژن)

مطبوعہ نوبہار الیکٹرک پریس ملتان

دارالاشاعت

ادارہ تحقیقاتِ طبیہ ڈیرہ نواب صاحب

انتساب

یہ گدائے بے نوا، درویش بے دست و پا، دلی عقیدت و ارادت سے یہ خدمت ترجمہ حضرت غزالی زمان رازی دوران قبلہ امام المسلمین و حجۃ اللہ علی عباد اللہ حضرت مولانا سید احمد سعید صاحب کاظمی امروہی ناظم مدرسہ انوار العلوم ملتان شریف مدظلہ العالی کے نام نامی و اسم گرامی کی طرف منسوب کرکے مستدعی دعا ہوں

نیاز نقش

عاصی محمد صادق عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض حال مترجم

الحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام لنبیہ وحبیبہ محمد والہ واصحابہ واولیاء اللہ اجمعین

اما بعد۔ فقیر پر تقصیر محمد صادق ولد حافظ واحد بخش رحمۃ اللہ علیہ متوطن احمد پور شرقیہ قارئین کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ یہ خاک پائے اولیاء کردراہ اتقیا، چونکہ مذہباً حنفی و مشرباً چشتی نظامی وقادری سہروردی ہے پیران طریقت کے کلام معجز بیان کے مطالعہ کا متوالا ہے اس لئے عقیدت مندی نے اسے اس میدان تحریر میں ظاہر ہونے پر مجبور کیا ورنہ ہوائے صاحب تصنیف ہونے کی ہے اور نہ دعویٰ مترجم بننے کا ہے۔ بنا بر عقیدت ملفوظات طیبہ حضرت قدوۃ السالکین و امام العاشقین حضرت خواجہ قطب الاسلام والدین اپنے بزرگان کی کتب مندر اور نہیں دکھائی دئے جو سال ۱۳۱۰ھ کے مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی تھے اور حالات بوسیدگی کی وجہ سے ناقابل استعمال ہوتے جارہے تھے دل نے چاہا کہ اگر ان کو لباس اردو زبان جو ہماری ایک ملکی زبان ہے دے دیا جائے تو یہ خزانہ اسرار ایک قسم کی حفاظت میں کچھ عرصہ کے لئے آجائے گا اور آج کل کے قارئین کرام جن کا دلی رجحان اردو تحریرات کے مطالعہ کا ہے، شاید اس لباسِ زبان آسان سے کچھ فائدہ

حاصل کر سکیں چونکہ ان کے فخرِ اولیاء و سرِ دفترِ اتقیا حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے فیوض باطنیہ سے عالم منور ہے آپ خود بھی اس رسالہ فیض عجالہ کے درطہ تحریر میں لانے کے مصنف و بانی ہیں اور فقیر کی عقیدت ہے کہ اس کام کی سرانجامی بھی ان کے فضل و عنایت ہی کے باعث صرف دو ہی دن میں جلوہ گر ہوئی ہے جو حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت ظاہری ہے ورنہ ایک کاہل اور دنیاوی دھندوں میں شاغل آدمی اتنے کارِ عظیم کے تکمیل کا باعث کیونکر ہو سکتا، یہ مختصر کتاب دراصل شریعت حقیقت کے مسائل خفی کی علم بردار اور جواہر رموز و اسرار کے بحار بیکنار کا کھلا شاہکار ہے جو طالبان حق کے لیے ایک زندہ پیر کاملان کے لئے دستگیر ہے یہ حضرت قطب الدینؒ کے الہامات کا بظاہر ایک مختصر مجموعہ مگر بباطن ایک مکمل و مجلّے آئینہ تصوف ہیں جس کی جلا قلوب عارفین کے لئے حیات اور سالکین کے لئے نعمت ہفت سموات ہے

میں اور کیا عرض کروں اور عرض کرنے والا بھی کون ہوں جو اس قدر زندہ جاوید ہستیوں کے اوصاف کو اجاگر کر سکوں، یہ قطب عالم کا کلام فیض التزام ہے اور شاہباز طریقت حضرت فریدؒ کا انعام ہے جو بصورت الفاظ ملت کو بخشا گیا ہے ترجمہ میں اغلاط کا امکان ضرور ہے کیونکہ یہ ہیچ مچ و ابجد گو آدمی صرف اس ترجمہ سے اپنا نام فہرست خادمان طریقت و اہل سلوک گنوانے کا متمنی ہے جہاں کہیں خامی ترجمہ و جملات قارئین کو نظر آئے تو اسے تصحیح کے مشورہ سے ممنون اگر فرما دیں تو اس خاکسار کی اصلاح کا اجر اللہ تعالیٰ ہی دے گا اور اگر زبان طعن و تشنیع سے مجروح

کیا گیا تو یہ اخلاق کریمانہ و شان عالمانہ سے ضرور بعید ہوگا اللہ تعالیٰ سے بطفیل
پیران عظام یہی استدعا ہے کہ وہ میری اس معمولی محنت کو قبول فرما دے مجھے اور
قارئین کرام کو توفیق عمل عطا فرما دے جب تک زندگی ہے اولیاء کرام کا ذکر شامل
حال رہے اور بوقت ارتحال ان حضرات کی توجہ کرم و عنایت دافع ملال ہو۔ آمین
وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و اولیاء اللہ
اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

نیاز نقش

فقیر پر تقصیر اضعف عباد اللہ الخالق

عاصی محمد صادق عفا اللہ عنہ احمد پوری

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ عرض

حضرت خواجہ اکابر اولیا، واجل اصفیاء امت سے ہیں آپ کا شان عظیم و رتبہ عالی تھا آپ مستجاب الدعوات بزرگ تھے آپ جس طرح ارشاد فرماتے بالکل اسی طرح ہو کے رہتا آپ نے خرقۂ فقر و ارادت حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رضی اللہ عنہ سے پہنا آپ سادات اوش سے ہیں جو ماوراالنہر کے قصبات سے ایک قصبہ ہے اور سید حسینی ہیں آپ کا نسب شریف چند ایک واسطوں سے حضرت امام جعفر صادق رضؓ تک پہنچتا ہے جو اس طرح ہے

سلسلہ نسب حضرت خواجہ قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ بختیار اوشی بن سید کمال الدین رحمتہ اللہ علیہ بن سید موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ بن سید احمد اوشی رحمتہ اللہ علیہ بن سید کمال الدین رحمتہ اللہ علیہ بن سید محمد رحمتہ اللہ علیہ بن سید احمد رحمتہ اللہ علیہ بن سید اسحاق رحمتہ اللہ علیہ بن سید احسن رحمتہ اللہ علیہ بن سید معروف رحمتہ اللہ علیہ بن سید احمد حسینی رحمتہ اللہ علیہ بن سید رضی الدین رحمتہ اللہ علیہ بن سید حسام الدین رحمتہ اللہ علیہ بن سید رشید الدین رحمتہ اللہ علیہ بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

زمانہ طفولیت نقل ہے کہ جب آپ کی عمر مبارک ڈیڑھ سال کی ہوئی آپ کے والد رحمتہ اللہ علیہ وصال پا گئے آپ کی والدہ نے آپ کی پرورش بہت توجہ سے کی جب آپ پانچ برس کے ہوئے تو آپ کو ایک صالح ہمسایہ کے حوالہ کر دیا اور کچھ شیرینی بھی ہمراہ دی اور انہیں فرمایا کہ میرے بچے کو تعلیم کے لئے کسی ایسے معلم کے پاس لے جایئے جو ظاہری اور باطنی معلم ہو ہمسایہ آپ کو لے کر روانہ ہو گیا راستہ میں اتفاقاً پیر روشن ضمیر سے ملاقات ہوئی انہوں نے پوچھا بچے کو کہاں لئے جا رہے ہو عرض کی کہ تعلیم کے لئے کسی موزوں معلم کے ہاں جا رہا ہوں فرمایا ان کو میرے حوالہ کر دیں میں ان کو ایسے معلم کے حوالہ کروں جو علوم کمالیہ تک پہنچا ہیں۔ پس وہ بوڑھے ان کو شیخ ابو حفص رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور فرمایا کہ حکم، حکم الحاکمین یہی ہے کہ اس بچے کی تربیت میں سعی بلیغ روئے کار لائی جاوے شیخ ابو حفص قدس سرہ العزیز نے دست قبول آپ کے سر مبارک پر پھیرا اور اس بوڑھے کو رخصت کر دیا پھر خواجہ سے متوجہ ہو کر فرمایا بچے! تو عجیب خوش قسمت آدمی ہے کہ تجھے حضرت خضر علیہ السلام میرے پاس تعلیم کے لئے لائے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم تمہاری تکمیل کا ہوا ہے پاس لائے ہیں پس حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ العزیز نے صرف چار دنوں میں قرآن شریف حفظ کر لیا اور بالکل تھوڑے عرصہ میں کمالات علومیہ کو پہنچ گئے جب بالغ و جوان ہوئے تو علوم باطنیہ کی تلاش میں نکل کھڑے اور خدمت معین الملت والدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز میں پہنچے اور دست ارادت آنحضرت کے دامان مقدس میں دیا اور سترہ سال کی عمر میں خرقہ خلافت حاصل کیا اور حسب الارشاد پیر روشن ضمیر دہلی کی قطبیت پر مامور ہوئے، دہلی پہنچ کر ہدایت خلق شروع فرمائی جب آپ دہلی وارد ہوئے

تو اجتماع مریدان وطالبان اس قدر رہتا کہ ہزارہا لوگ روزانہ حاضر خدمت بابرکت ہوتے خواجہ نجم الدین صغریٰ جو خلیفہ خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ العزیز کے اور بڑے خواجہ صاحب کے بھائی اور پیر بھائی بھی تھے جب وہاں سکونت پذیر ہوئے تو انہیں حضرت خواجہ صاحب کی رونق بازاری پر رشک آتا تھا یہاں تک کہ جب خواجہ بزرگ اجمیر سے دہلی تشریف فرما ہوئے تو سوائے نجم الدین صغریٰ کے تمام چھوٹے بڑے شاہ وگدا حاضر ہوئے خواجہ صاحب عنایت بزرگانہ کے باعث بذات خود خواجہ نجم الدین صغریٰ کے گھر تشریف لے گئے اور رنجیدگی کا سبب دریافت فرمایا انہوں نے عرض کیا جب سے آپ نے خواجہ قطب الدین کو دہلی کی قطبیت پر مامور فرمایا ہے تمام لوگ ان کے دروازہ پر رہتے ہیں ہجوم خلائق رہتا ہے دوسروں کو برگ سبز تک بھی نصیب نہیں ہوتا خواجہ صاحب اس بات سے ناراض ہوئے اور فرمایا بابا قطب الدین تم ہمارے ساتھ اجمیر چلو کہ بعض لوگ تمہارے یہاں رہنے سے ناراض ہیں پس خواجہ قطب الدین رضی اللہ عنہ فرمان پیر سے آپ کے ہمرکاب اجمیر جانے پر راضی ہو گئے جب دہلی کے لوگوں نے آپ کو روانہ ہوتے ہوئے دیکھا تو تمام چھوٹے بڑے مرد وزن آپ کی زیارت کے لئے دوڑ پڑے جہاں کہیں بھی خواجہ قطب الدین قدم رکھتے آپ کے قدموں کی خاک اپنی آنکھوں میں لگاتے اور حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں استدعا کرتے کہ للہ قطب الدین کو ہم سے جدا نہ کیجئے۔ ہم غریبوں سے تاب جدائی حضرت خواجہ صاحب کی برداشت نہیں ہو سکتی جب خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ نے اس حال کا مشاہدہ کیا تو فرمایا قطب الدین تم یہاں رہو کہ دہلی کے لوگ تمہاری خاکپا تک

نہیں چھوڑتے تجھے کہاں چھوڑ سکتے ہیں چنانچہ خواجہ صاحب بدستور رونق افروز دہلی رہے جب اس حال پر چند سال گذر گئے تو حضرت خواجہ صاحب نے پھر آپ کو اجمیر طلب فرمایا

حصول تبرکات کلاہ دا پنی و دستار گوہر بار اپنے حق پرست ہاتھوں سے انہیں عطا فرمائی اور حضرت شیخ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ العزیز کا عصا اور مصحف و مصلا اور خرقہ بھی بخشا اور ارشاد فرمایا کہ یہ امانت ہم تک حضرت شاہ رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ سے پہنچی ہے ہم نے اس کا حق ادا کیا ہے تم بھی اس کا حق اچھی طرح ادا کرنا تا کہ کل روز قیامت روبروئے شہنشاہ نبوت میں شرمسار نہ ہوں۔ یہ فرما کر پھر انہیں دہلی رخصت کر دیا حضرت خواجہ صاحب کے دہلی پہنچنے سے آٹھ دن بعد واقعۂ وصال جانگزائے حیرت افزا خواجہ بزرگ وقوع پذیر ہوا کتاب "تفسیر الاقطاب" وغیرہ کتب دالارتب ہیں واقعۂ وصال خواجہ دین و قطب الاسلام رضی اللہ عنہ بدیں طور منقول ہے

وفات قطب الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ایک دن آپ خانقاہ والاجاہ میں محفل سماع میں شاغل باللہ تھے قوالان نے غزل حضرت احمد جام زندہ پیل رحمۃ اللہ کی شروع کی جس کے مصرعہ ؎

کشتگان خنجر تسلیم را — ہر زماں از غیب جانے دیگر است

ترجمہ

خنجر تسلیم کے سب کشتگاں — پاتے ہیں اللہ سے نئے جسم و جاں

تین دن وصال خواجہ معین الدین ...

پر وجد طاری ہوا اور ایسی حالت ہوگئی کہ تڑپ تڑپ کر قدرے زمین سے بلند جاکر پھر زمین پر آتے تین دن تک حالت ماہی بے آب کی طرح بے تاب رہی البتہ بوقت نماز ہوش آجاتا اور بعد ادائیگی نماز پھر وجد و تواجد میں مشغول ہو جاتے تین دن بعد خواجہ صاحب کے ہر بن مو مبارک سے صدا، تسبیح اسم ذات شروع ہوا اور قطرات خون ٹپکنے شروع ہوئے ان قطرات سے جو قطرہ زمین پر گرتا اسم "اللہ" اس پر منقش ہوتا چار دن بعد آپ کے بال بال اور بند بند سے صدائے "سبحان اللہ" آنی شروع ہوئی اور قطرات خون سے تحریر "سبحان اللہ" عیاں تھی اور جس وقت غزل خوانان "کشتگان خنجر تسلیم را" کہتے گویا خواجہ صاحب زمین سے اڑ کر بیدم محض ہو جاتے اور جس وقت وہ کہتے "ہر زماں از غیب جانے دیگر است" پھر زندہ ہو جاتے اور مرغ بسمل کی طرح زمین پر تڑپنا شروع کر دیتے آخر تاریخ ۱۴ ماہ ربیع الاول سنہ ۶۳۴ھ اور حالت سماع کے پانچویں روز آپ نے قوالوں کو مصرعہ ثانی پڑھنے سے اشارۃً منع فرمایا اور پھر ایک نعرہ مارا اور جان بجان آفریں نازنین کو سونپ دی

بعض کتب میں ہے کہ حضرت خواجہ قطب الاسلام رضی اللہ عنہ کے وصال سے قبل بوقت سماع وجد و تواجد کا یہ عالم تھا کہ جب مصرعہ اول کہتے آپ عالم غیب پردہ محویت میں محو ہو جاتے اور جب مصرعہ ثانی پڑھتے تو آپ تڑپتے ہوئے عالم شہود میں جلوہ گر ہو جاتے اسی طرح یہ حالت پورے چار دن تک متواتر رہی مگر اوقات نماز میں وقفہ (صحیح و ہوش) حاصل ہوتا پانچویں دن قوالان کو قدرت الہی سے مصرعہ اول تو یاد رہ گیا مگر مصرعہ ثانی عقل سے محو ہو گیا جس کی وجہ سے حضرت خواجہ

کا وصال وقوع پذیر ہوا۔ واللہ اعلم

جنازہ قطب الاسلام رح کہتے ہیں جب آپ کا جنازہ فیض اندازہ تیار ہو گیا تو سلطان شمس الدین التمش بادشاہ ہند جو آپ کے مرید اور خلیفہ صادق تھے اور دیگر فقراء و خلفاء و مشائخ و خواتین شاہی و عوام و سکان دہلی کا اجتماع کثیر ہوا خواجہ "ابوسعید" نے فرمایا کہ حضرت خواجہ صاحب نے وصیت فرمائی تھی کہ میری نماز جنازہ کی امامت کے لئے ایسے شخص کو مقرر کیا جائے کہ جس سے کبھی زنا سرزد نہ ہوا ہو اور نماز عصر کی سنتیں اور تکبیر اولیٰ و فرائض نماز کبھی اس شخص سے نہ چھوٹے ہوں اس اعلان کو سنکر تمام لوگ کافی دیر تک خاموش رہے آخر سلطان شمس الدین التمش امامت کے لئے آگے نکلے اور کہا کہ میں تو چاہتا تھا کہ کسی کو میرے حال کی خبر نہ ہو مگر جب خواجہ صاحب نے یہ حکم دیا ہے تو مجھے کوئی چارہ نہیں پس نماز جنازہ پڑھائی اور جنازہ کو ایک طرف سے خود اٹھایا اور دیگر تین طرفوں سے دیگر اولیاء اللہ نے اٹھایا اور مدفن مقدس پر لائے

وفات جناب قطب الاقطاب بقول صاحب سفینۃ الاولیاء و اخبار الاخیار و معارج الولایت وغیرہ بتاریخ ۱۴ ماہ ربیع الاول ۶۳۴ھ بیان کرتے ہیں اور عمر مبارک باون ۵۲ برس تھی۔ واللہ الہادی

الا اِن اولیاء اللہ لاخوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ کتاب اسرار الٰہی کا گنجینہ اور انوار نامتناہی کا خزینہ ہے، یہ الفاظ دربار گہرفشار ملک المشائخ سلطان الطریقت، برہان الحقیقت، رئیس السالکین امام العالمین، سراج الاولیا، تاج الاصفیا خواجہ قطب الدین بختیار اوشی ادام اللہ تعالیٰ بقائہ کے انفاس کریمہ سے بصورت بیان جلوہ گر ہوئے ہیں اور اس کا نام "فوائد السالکین" فقیر حقیر بندہ درویشاں بلکہ خاک قدم ذیشاں فرید مسعود اجودہنی نے مقرر کیا۔ وباللہ التوفیق

مجلس اول

بیان کشف و کرامات اولیاء اللہ:

بتاریخ ماہ رمضان المبارک ۵۸۰ھ دعاگو کو دولت پابوسی حاصل ہوئی اس وقت مجلس مبارک میں قاضی حمید الدینؒ ناگوری، مولانا علاؤ الدین کرمانی و سید نور الدین غزنوی و شیخ نظامؒ الدین ابو المؤید مولانا شمسؒ الدین ترک و خواجہ محمودؒ موزہ دوز اور چند ایک دوسرے عزیزان حاضر تھے حضرت نے فقیر کو ترکی ٹوپی عطا فرما کر کافی شفقت کا اظہار فرمایا اس مجلس میں کشف و کرامات اولیا۔ اللہ کا ذکر ہوا حضرت خواجہ قطب العالم

اور امام اللہ تعالیٰ بقائہ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ وقت کے لئے لازمی ہے کہ جب کوئی اس کے پاس بیعت کے لئے آئے وہ قوت دل و تصحیح خاطر و نظر باطن کے ذریعے اس شخص کے سینہ سے دنیا و مافیہا کی زنگار کو دھو کر اس کو صاف کرے یہاں تک کہ غش و غل، حسد و بغض و آلائش دنیا اس کے سینہ میں باقی تک نہ رہنے اس کے بعد اس کا ہاتھ لے اور خدا تک پہنچا دے۔ اگر پیر میں یہ طاقت نہیں تو یقین کر لو کہ پیر اور مرید دونوں گمراہ ہیں اور گمراہی کے چکر میں ہیں پھر اس مقام پر فرمایا حضرت خواجہ ابوبکر شبلیؒ نے اسرار العارفین میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ میں بدخشاں میں سفر کر رہا تھا مجھے ایک ایسے بزرگ کی زیارت ہوئی کہ جس کی صفت بزرگی تحریر میں نہیں آسکتی میں نے انہیں سلام کیا فرمایا بیٹھ میں بیٹھ گیا اور چند روز ان کی صحبت میں رہا ان کے پاس افطار کے وقت دو جو کی روٹیاں عالم غیب سے آتیں وہ بزرگ اس سے افطار فرماتے اور ان میں سے ایک روٹی مجھے بھی عنایت فرما دیتے الغرض اس بزرگ نے والیٔ شہر کو فرمایا کہ ہمارے واسطے کئی سو خانقاہیں تعمیر کراؤ حکم پاتے ہی والیٔ شہر نے چند روز میں خانقاہیں تعمیر کرا کے خدمت شیخ میں عرض کیا کہ خانقاہیں تیار ہیں اس بزرگ نے فرمایا کہ ہر روز بازار سے ایک غلام خرید کر پہنچا دیا کرو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور خدمت شیخ میں لا دیا جاتا رہا آپ اس غلام کو لے کر اور مصلے پر بٹھاتے اور فرماتے کہ ہم نے خدا تک پہنچا دیا آخر الامر وہ غلام ایسے ہو گئے کہ پانی پر خشکی کی طرح چلتے جس پر توجہ ڈالتے وہ ویسے ہی ہو جاتا ولی اللہ ہو جاتا۔ خواجہ شبلیؒ نے فرمایا کہ غلاموں کی کرامت سے مجھے تعجب اور حیرت لاحق ہوئی آپ نے

فرمایا اے شبلی سجادہ (مصلے) پر وہی بیٹھے اور رہا تھ بھی وہی لے (بیعت کرے) جس کو ایسی قوت ہو کہ دوسرے کو بھی صاحب سجادہ کر دے اگر اس میں یہ قوت نہ ہو تو وہ شیخ نہیں ہو سکتا وہ اہل سلوک میں ایک جھوٹا مدعی ہے اس موقعہ پر حضرت قطب العالم نے فرمایا

کہ اہل سلوک اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ مرد کو کمال چار چیزوں سے حاصل ہوتا ہے۔ کم سونے، کم بولنے، کم کھانے، مخلوق خدا کی صحبت کم اختیار کرنے سے پھر فرمایا کہ غزنی میں ایک درویش تھا جو ہر روز تجرید میں رہتا تھا اگر دن کو اسے فتوحات سے کوئی چیز ملتی تو رات سے خرچ کر دیتا اور اگر رات کو حاصل ہوتی تو دن سے پہلے خرچ کر دیتا غرضیکہ جو بھی چھوٹا بڑا امیر غریب آتا ان سے محروم نہ جاتا چنانچہ اگر کوئی برہنہ آتا تو اسے اپنا قیمتی لباس اتار کر دے دیتا۔ ایسا صاحب نعمت بزرگ تھا یہ دعاگو درویش اور وہ درویش چند روز اکھٹے رہے ہیں نے اس سے سنا کہ یہ چالیس سال ریاضت، مجاہدہ، اطاعت میں رہے مگر کوئی روشنائی اپنے میں نہ دیکھی جس وقت یہ چار چیزیں عمل میں لایا مجھ میں اتنی روشنائی آئی کہ اگر میں آسمان کو نگاہ کروں تو عرش تک کوئی حجاب عظمت پوشیدہ نہیں رہتا سب کچھ روشن اور ظاہر ہو جاتا ہے

اگر زمین کو دیکھوں تو تحت الثریٰ تک جو کچھ اس میں ظاہر ہو ظاہر ہو جاتا ہے تیس ۳۰ سال سے اسی حالت میں دم بخود ہوں

پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے درویش جب تک تو کم نہ کھائے

کم نہ بولے، کم نہ سوئے اور صحبت خلق کو کم نہ کرے گا جو ہر درویشی کو ہرگز حاصل نہ سکے گا کیونکہ درویش ایک ایسا گروہ ہیں جنہوں نے اپنے اوپر نیند حرام کر رکھی ہے اور زبان کو گفتگوئے عوام سے گنگ کر رکھا ہے، اور گھاس پھونس اپنا طعام بنا رکھا ہے، اور صحبت خلق کو کنڈلی وار سانپ تصور کر رکھا ہے، تب تو کہیں مرتبہ قرب کو پہنچتے ہیں

فرمایا درویش نمود خلق کے لئے عمدہ لباس پہنے وہ درویش نہیں راہزن ہے سلوک میں جو درویش ہوائے نفس کی خاطر طعام خوب سیر ہو کر کھائے یقین کیجئے کہ وہ درویش نہیں بلکہ مرید طریق ہے اور جو درویش زیادہ سوئے وہ راہ سلوک میں جھوٹا اور خود پرست ہے درویش نہیں، صحبت خلق کو اختیار کرنے والا کسی نعمت کا مالک نہیں ہوتا

فرمایا ایک دفعہ میں دریائی علاقہ کا مسافر تھا ایک فقیر کو دیکھا جو از حد بزرگ اور صاحب نعمت تھا مگر ان کے مجاہدہ کا ایک عالم تھا کہ ان کی ہڈیوں میں گودا تک بھی معلوم نہیں ہوتا تھا، الغرض ان کی رسم تھی کہ جب نماز چاشت پڑھ لیتے تو ان کے خوانچہ پر ہزار من طعام ہوتا وہاں سے نماز پیشین ظہر تک جو کوئی بھی آتا طعام کھاتا اور چلا جاتا اگر کوئی برہنہ آتا تو وہ حجرہ کے اندر ہاتھ ڈال کر اسے پوشاک عطا فرماتے غرضیکہ جب کوئی نظر نہ آتا تو فرماتے کہ کوئی مانگنے والا ہو اسے لاؤ، اگر کوئی آتا تو مصلی کے نیچے ہاتھ ڈال کر جو کچھ اس کی قسمت ہوتا اسے عطا فرما دیتے دعاگو (قطب العالم) چند روز اس بزرگ کی صحبت میں رہا میں نے دیکھا کہ وقت افطار چار دانہ خرما جو

۸

عالم غیب سے ظاہر ہوتے ڈو مجھے عطا فرماتے اور ڈو سے خود افطار فرماتے اور کہتے کہ جب تک درویش کم کھانے والا اور صحبت خلق کو ترک کرنے والا اور کم سونے والا نہ ہو حاشا وکلا وہ مقام تک نہیں پہنچ سکتا اسی مفہوم کے مطابق یہ حکایت بھی ارشاد فرمائی

کہ اے درویش حضرت عیسٰے صلوٰۃ اللہ علیہ جو اس قدر فقر اور درویشی کے مالک تھے جب آسمان چہارم سے اوپر پہنچے تو فرمان ہوا کہ ان کو وہیں رہنے دیجئے! کیونکہ دنیاوی الائش کا کچھ نہ کچھ ان پر باقی ہے جب حضرت عیسٰے علیہ السلام نے اپنے ارد گرد کا محاسبہ کا کیا تو ایک لکڑی کا پیالہ اور خرقہ میں لگی ہوئی سوئی پائی نعرہ لگایا اور کہا کہ اس کو اب میں کیا کروں فرمان ہوا کہ تم نے اپنے پاؤں پر کلہاڑی خود ماری ہے۔ کہ آمد کے وقت تم نے پیالہ اور سوئی کو باہر کیوں نہ پھینکا اب یہیں رہیو، پس لے درویش متاع دنیاوی خواہ کس قدر کم کیوں نہ ہو پھر متاع ہے اسی متاع کے باعث حضرت عیسٰی السلام کو آسمان چہارم پہ رہنا پڑا۔ دنیا میں ملوث وآلودگی دنیا میں لتھڑا ہوا انسان درگاہ دوست کے کب شایان ہو سکتا ہے

پھر فرمایا کہ درویش کو مجرد رتارک الدنیا وتنہائی پسند ہونا چاہئے اگرچہ وہ ہر روز ملک بھر سے گندے جائے مگر اس پر دنیاوی اثر تک بھی نہ ہو پھر حکایت بیان فرمائی

کہ ایک دفعہ ایک درویش صاحب تفکر تھا وہ ہمیشہ مقام تحیر میں رہتا تھا چنانچہ اس سے سوال کیا گیا کہ آپ کے اس عالم تحیر وتفکر میں رہنے کی حکمت کیا ہے؟

فرمایا جتنی میں زیادہ نظر کرتا ہوں، کسی ملک سے گزرتا ہوں اور پھر دوسرا ملک اس سے سینکڑوں گنا زیادہ ملک دیکھتا ہوں اس عالم میں جو تماشائے قدرت دیکھتا ہوں دوسرے میں اس سے ایک بھی مشابہ نہیں ہوتا اور جب اس عالم سے بھی گذر جاتا ہوں اور دوسرے ملک میں جاتا ہوں تو وہ اس سے حیران کن ہوتا ہے

پھر حضرت قطب الدین ادام اللہ بقائہ کی چشمان مبارک آب آب ہو گئیں اور گریہ کرنے لگے اور فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے ایک درویش سے مثنوی شریف سنی تھی کیا اچھی پڑھی تھی اس کا ایک بیت یہ ہے ؎

ہر آں ملکے کہ واپس میگذارم　　　دو صد ملکے دگر در پیش وارم

مقام سلطنت درویش دارد　　　ز صد سلطاں فراغت بیش دارد

پھر فرمایا اہل سلوک متبحر حضرات فرماتے ہیں کہ درویشی اور اس کا راستہ یہ ہے کہ ہر روز ہزار ہا ملک طے کرے مگر اس کا قدم ہمت بڑھتا چلا جائے پس جس کسی کو عالم غیب کی خبر تک ہی نہیں وہ درویش ہی نہیں۔ پھر زبان مبارک سے ارشاد عالی اشارۃً فرمایا کہ بعض اولیاء کرام سے جو اسرار کی باتیں ظاہر ہوتی ہیں وہ غلبہ شوق میں ہوتے ہیں اور عالم سکر و مستی میں کچھ نہ کچھ کہہ دیتے ہیں مگر جو حضرات کامل حال ہیں ان سے کسی طرح بھی اسرار ظاہر نہیں ہوتے اس راستہ سلوک میں حوصلہ وسیع کی ضرورت ہے تاکہ اس میں اسرار مسکن گیر ہو سکیں کیونکہ اسرار دوست کے رازوں میں سے راز ہیں پس جو کامل حال ولی ہے وہ اپنے

دوست کے راز کو ہرگز باہر نہیں کرتا پھر فرمایا کہ میں کافی مدت تک خدمت عالیہ حضرت شیخ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز میں مگر میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے دوست کے اسرار محبت میں سے کسی ایک کو ظاہر فرمایا ہو یا کوئی لفظ آپ کی زبان پر کشف و اظہار اسرار آیا ہو یا جو انوار آپ پر نازل ہوتے رہے ہوں ان کا ذرہ بھر بھی آپ نے خارج کیا ہو، پھر آپ نے رخ انور میری طرف (فریدؒ گنج شکرؒ) کیا اور ارشاد فرمایا اے فرید! کامل درویش وہی ہیں جو دوست کے راز کو عیاں و بیاں نہ کریں تا کہ دوسرے اس سے واقف نہ ہوں پھر فرمایا کہ اے فرید! تم نے کیا یہ نہیں دیکھا کہ اگر منصور کامل ہوتا تو راز دوست کو بیاں نہ کرتا کیونکہ وہ کامل حال درویش نہ تھے انہوں نے دوست کے اسرار سے صرف ایک ذرہ کو کشف کر دیا اور سر دے دیا۔

پھر فرمایا حضرت خواجہ جنید قدس اللہ سرہ العزیز جس وقت عالم سُکر میں ہوتے سوائے اس سخن کے کچھ نہ فرماتے کہ "ان عاشقوں پر ہزار افسوس ہے کہ دعوائے دوستی کا کریں اور جب غیب سے اسرار دوست ان پر نازل ہوں فوراً دوسروں کے پیش کر دیں"

فرمایا کہ میں حضرت شیخ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا تھا کہ ایک دفعہ ایک بزرگ تھے جنہوں نے سو سال سے زائد خدا کی عبادت کی اور حق مجاہدہ بھی ادا کیا اس کے بعد ان پر اسرار محبت متجلی ہونے لگے ان کا حوصلہ تنگ تھا طاقت برداشت نہ رہی فوراً ان کا کشف کرنا شروع کر دیا

دوسرے دن ان سے سب نعمتیں سلب کر لی گئیں جس سے وہ دیوانہ ہو گئے کہ یہ کیا ہو گیا! ہاتف نے آواز دی کہ اے خواجہ اگر تو ان اسراروں کو ظاہر نہ کرتا تو دوسرے اسرار کا لائق بھی ہوتا مگر جب ہم نے دیکھا کہ ابھی تو تو ستر حجابوں میں ہے اور اسرار کو بھی بیان کرنے لگا ہے تو ہم نے تم سے یہ نعمت سلب کر لی ہے، اور یہ نعمت ہم نے اپنے دوسرے دوست کو دے دی ہے

قطب الاسلام نے فرمایا کہ اے مرید! اہل سلوک کے اس راہ پر ایسے مردان خدا بھی ہیں جو ہزار ہا دریائے اسرار کو نوش کر چکے ہیں اور ایک قطرہ تک بھی ظاہر نہیں ہونے دیتے بلکہ ابھی تک "ھل من مزید" کہہ کر ہر دم کی فریاد کر رہے ہیں

اس کی بابت پھر فرمایا کہ ایک دفعہ ایک بزرگ نے دوسرے بزرگ کو خط لکھا کہ آپ اس شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں جو ایک پیالہ شراب محبت سے مست ہو گیا ہو انہوں نے جواب لکھا کہ وہ نہایت ہی تنگ حوصلہ اور کم ہمت آدمی ہے اب بھی اسی جگہ ایسے مردان حق بھی ہیں جو ازل و ابد تک دریائے محبت نوش کر چکے ہیں اور اسرار محبت پی رہے ہیں تقریباً پچاس برس ہونے والے ہیں کہ پھر بھی فریاد "ھل من مزید" کر رہے ہیں میں تمہیں پیران سلوک کے اسرار کے اظہار سے منع کرتا ہوں ایسی بات نہ کہنا کہ ہمارے پیران طریقت نے اسرار ظاہر فرمائے ہیں ورنہ ہم شرمندہ ہوں گے

پھر فرمایا کہ جب تک درویش سب سے بیگانہ نہ ہو اور ہر وقت تجرید

(علیحدگی) ہی نہ رہے اور دنیا کی ساری الائش سے اپنے آپ کو دور نہ رکھے ہر گز مقام قرب کو نہیں پہنچتا

اسی کے مطابق فرمایا کہ جب حضرت بایزید قدس اللہ سرہ العزیز کو ستر برس کے بعد مقام قرب بار معلوم ہوا تو حکم ہوا کہ اسے پھر واپس لوٹا لے جاؤ کہ ابھی اس پر الائش دنیا باقی ہے فوراً خواجہ نے اپنے آپ میں دیکھا تو انہیں اپنے ساتھ پوستین کا ایک ٹکڑا اور ٹوٹا ہوا کوزہ دکھائی دیا اسی وقت پھینک پھر چل حاصل کیا۔

برادر! اس جگہ مجرد ہو جا دیکھا کہ بایزیدؒ پوستین کے ٹکڑے اور ٹوٹے کوزے کے ساتھ باریابی درگاہ احدیت کے لائق نہیں ہو سکے جہاں تو سر سے پاؤں تک دنیاوی الائش سے لتھڑا ہوا ہے حاشا و کلا کس طرح باریابی کا اہل ہو سکتا ہے

برادر! راہ سلوک میں درویشی کچھ اور ہے انبارداری کچھ اور تجھے درویشی درکار ہے یا انبارداری ؟ پھر اسی مفہوم کے مطابق حکایت بیان فرمائی کہ جب درویش کامل ہو جاتا ہے جو کچھ کہے اور حکم کرے فوراً ہو جاتا ہے اس کے حکم میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آتا اس کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوری جو ہمارا یار غار ہے دریائی علاقہ میں ہمسفر تھے عجوبہ قدرت ہم نے دیکھا جس کا بیان نہیں ہو سکتا دریا کے قریب ایک مقام پر میں اور قاضی صاحب دونوں بیٹھے تھے دونوں کو بھوک لگی دریا اور جنگل میں طعام کہاں ؟ الغرض تھوڑی دیر لگی ایک گوسپند منہ میں دو روٹیاں لئے ہوئے ظاہر ہوا اور ہمارے سامنے لا رکھیں

اور پھر گم ہو گیا ہم نے وہ دو روٹیاں کھائیں اور ایک دوسرے سے کہتے کہ یہ روٹی غیب سے ملی ہے اور یہ گوسپند نہیں تھا یہ مردان غیب سے تھا اسی سوچ بچار میں تھے کہ اچانک ایک اونٹ جتنا بڑا بچھو ظاہر ہوا جس وقت وہ دریا کے قریب پہنچا اس نے فوراً اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا اور چلتا بنا میں قاضی صاحب کے منہ کو اور وہ میرے منہ کو تکتے رہے میں نے کہا کہ اس میں کوئی حکمت ضرور ہے کہ بچھو اتنی جلدی جا رہا ہے آؤ ہم اس کے پیچھے جائیں دیکھیں کہ یہ کہاں جاتا ہے

فرمایا کہ دریا میں جہاز وغیرہ نہ تھا کہ سوار ہو کر گزر جاتے ہم دونوں عاجز ہو گئے ہم نے دعا کیلئے ہاتھ بلند کئے اور کہا کہ اگر ہمارا کام درویشی کمالیت کو پہنچ چکا ہے تو دریا ہمیں راہ دیدے تاکہ اس بچھو کا تماشا دیکھیں ہم نے ابھی دعا ختم نہیں کی تھی کہ دریا پھٹ گیا اس زمین خشک ظاہر ہوئی ہم دونوں اس سے گذر گئے اب بچھو ہمارے آگے آگے اور ہم بچھو کے پیچھے پیچھے چنانچہ وہ ایک درخت کے نزدیک پہنچا جس کے نیچے ایک آدمی سو رہا تھا اور اسی درخت سے ایک سانپ نکل کر اس آدمی کو نگل جانے کی کوشش سے آتا دکھائی دیا بچھو نے اس سانپ کو ڈسا اور اسے ہلاک کر ڈالا اور پھر آناً فاناً غائب ہو گیا آدمی بدستور سو یا رہا ہم دونوں اس سانپ کے قریب گئے اس کو دیکھا قریباً کوئی ہزار من وزن ہو گا میں نے کہا جب آدمی بیدار ہو گا تو اسے تماشائے قدرت بیان کریں گے کہ قدرت نے اسے کس طرح سے بچایا ہے. شاید یہ مرد خدا ہے جب ہم

اس کے قریب ہوئے کیا دیکھتے ہیں وہ تو ایک شرابی ہے جس نے حالت مستی میں قے کر کے شراب نکال رکھا ہے بہت شرمندہ ہوئے ہم نے کہا کاش! ہم نہ آتے اور ایسے آدمی کو نہ دیکھتے اس کے بعد ہم دونوں نے کہا تعجب ہے کہ ایک شرابی کبابی کے بچاؤ کے لئے قدرت کا کیا اہتمام ہے ابھی یہ خیال حد خیال تک ہی تھا کہ ہاتف غیب سے آواز آئی عزیزو! اگر ہم صرف نیکوں و صالح مردان کی نگہداشت کریں تو بدوں اور گنہگاروں کو کون بچائے گا ابھی ہم آپس کی گفتگو میں ہی تھے کہ وہ آدمی بیدار ہوا جب اس نے ہمیں دیکھا تو از حد شرمندہ و حیران ہوا ہم نے اسے اس بچھو اور سانپ کی کہانی بیان کی وہ جوان بہت شرمندہ ہوا اور ہمارے ہاتھ پر توبہ کی اس کے بعد یہ مشہور ہے کہ وہ آدمی واصلان حق سے ہوا اس نے ستر حج پیدل کئے

پھر فرمایا جب رحمت حق کو جوش آتا ہے اور نسیم لطف الٰہی چلنے لگتی ہے تو ہزاروں شرابی کبابی صاحب سجادہ بن کر بخشے جاتے ہیں اور اگر نسیم قہاری چلنا شروع کرے تو ہزاروں صاحب سجادہ بگڑ کر شرابی بن جاتے ہیں برادر اس راہ میں بے غم نہ رہنا چاہئے خاص کر راہ سلوک کہ جس میں کاملان شب و روز، ماہ و سال بیم و خوف سے متحیر و غمگین ہیں کیونکہ عاقبت کو کسی نے نہ جانا کہ کیسی ہو گی۔

پھر فرمایا کہ اگر ابلیس لعین عاقبت کو سمجھتا تو آدم علیہ السلام کو بے شبہ سجدہ کر دیتا کیونکہ وہ اپنی عاقبت کو نہیں جانتا تھا اپنی طاعت کو دیکھا اس پر اسے غرور ہوا تو کہہ بیٹھا کہ میں ہرگز خاک کو سجدہ نہیں کروں چنانچہ ایسا ہوا کہ اس

نے سجدہ نہ کیا اس کی ساری طاعت چھین کر اس کے منہ پر مار دی گئی۔

پھر اسی معنیٰ کے مطابق فرمایا کہ ایک دفعہ میں ایک شہر میں پہنچا ایک گروہ اہل اصلاح کو دیکھا جو اسّی آدمی تھے وہ قدم قدم پر دوگانہ ادا کرتے اور عالم تحیر میں کھڑے ہو جاتے ان کی آنکھیں ہوا میں لگی ہوتیں۔ نماز بر وقت پڑھنے کے بعد پھر عالم تحیر میں مشغول ہو جاتے۔ میں بھی چند دن ان میں رہا چنانچہ اس گروہ سے ایک دن چند آدمی عالم سُکر سے عالم صحو (ہوشیاری) میں آئے میں نے ان سے کہا کہ یہ کیا عالم ہے کہ آپ اس قدر تحیر میں ہیں انہوں نے کہا کہ آج قریباً ساٹھ یا ستر سال ہو چکے ہیں کہ ہم نے قصہ ابلیس لعین مطالعہ کیا تھا کہ وہ چھ ہزار ملائکہ سے چھ ہزار سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا آخر جب اس نے اپنی عاقبت نہ جانی غرور نے اس پر اثر کیا کہ بیٹھا کہ میں آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کرتا تو راندہ درگاہ ہوا اس کے سارے اعمال منہ پر مار دئے گئے اسی سبب سے ہم ڈر رہے ہیں اور عالم تحیر میں ہیں

پھر حضرت خواجہ قطب ادام اللہ بقاءہٗ، ہائے ہائے کرتے ہوئے زار زار روئے اور زبان پر یہ ارشاد تھا کہ جب کاملان طریقت خود تحیر میں ہیں ہم کو کیا علم کہ ہم کس طائفہ میں ہیں پھر یہ سخن تمام ہوا آپ اٹھے اور عالم تحیر میں مشغول ہو گئے۔ فقیر کا مکان ایک سنسان مقام پر تھا اس جگہ واپس لوٹا اور مشغول بعبادت ہو گیا

الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس دوم

سعادت پابوسی حاصل ہوئی اس مجلس میں قاضی حمید الدین ناگوری و مولانا علاؤ الدین کرمانی و مولانا شمس الدین اور دوسرے صوفی بھی خدمت میں حاضر تھے سلوک و اہل سلوک کی بابت گفتگو چلی حضرت نے فرمایا کہ سالکان راہ سلوک ایک ایسی قوم ہیں جو سر سے ناخن پا تک غرق دریائے محبت ہیں کوئی لحظہ و ساعت ایسی نہیں کہ ان کے سروں پر عالم محبت سے باران عشق نہ ہو۔ پھر فرمایا عارف وہ ہے کہ جس پر ہر لمحہ و لحظہ عالم اسرار سے ہزار ہا حال پیدا ہوں اور وہ عالم سکر میں غرق ہو پس اس وقت اگر ہژدہ ہزار عالم کی کائنات اس کے سینے میں آجائے تو ان کے آنے کی اس کو مطلق خبر تک نہ بھی ہو۔ اسی موقعہ پر پھر فرمایا کہ ایک دفعہ سمرقند میں ایک فقیر تھا جو عالم تحیر میں تھا میں نے لوگوں سے پوچھا کہ اس درویش کو اسی حالت میں کتنا عرصہ گذر گیا ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ بیس سال سے ہم اسے اسی حالت میں دیکھ رہے ہیں الغرض میں چند ایک دن اس کی صحبت میں رہا ایک دفعہ اس کو میں نے عالم صحو (ہوشیاری) میں پایا تو پوچھا کہ کتنے عرصہ سے تم اس عالم میں ہو؟ کیا کسی کے آنے جانے کی تمہیں خبر بھی ہے یا نہ؟ اس نے جواب دیا اے نادان! جس وقت درویش غرق دریائے

محبت ہوتا ہے تو جو اسرارِ الٰہی اس پر متجلی ہوتے ہیں اسے ہژدہ ہزار عالم کی خبر تک بھی نہیں ہوتی اگر اس وقت اس کو ذرہ ذرہ کر دیا جائے تو بھی اسے اپنی خبر تک نہیں ہوتی اے درویش یہ جانبازی کی راہ ہے اس راستہ میں جس نے قدم رکھا ہرگز جان سلامت نہ لے گیا۔ اس کے بعد اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ جب لوگوں نے حضرت یحیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ کے حلق پر چھری چلائی انہوں نے فریاد کرنا چاہا فرمان ہوا اگر تم نے دم تک بھی مارا تو تمہارا جریدہ محبت سے پاک کر دوں گا اسی موقعہ پر اور ارشاد فرمایا کہ جب حضرت زکریا صلوٰۃ اللہ علیہ پر آرہ چلایا گیا تو آپ نے فریاد کرنا چاہا حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا اے زکریا فرمانِ الٰہی ہے کہ اگر آپ نے دم نکالا تو دفترِ پیغمبران سے تمہیں محو کر دونگا پھر حضرت قطب الاسلام ادام اللہ بقائہ آنسوؤں سے آنکھوں کو تر کر کے فرمایا کہ جو دعوئے محبت کرے اور بوقت بلا فریاد لائے تو یقین جانو کہ وہ محب صادق نہیں بلکہ کذاب اور دروغ گو ہے کیونکہ دوستی کا تقاضا ہی ہے کہ جو کچھ بھی دوست بھیجے اس پر وہ راضی ہو اور صد ہزار شکر گذاری کرے کہ کسی نہ کسی بہانے انہیں ہم یاد تو آئے

پھر فرمایا حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ جس دن ان پر کوئی بلا نازل ہوتی تو وہ بہت خوشی مناتی اور کہتی کہ آج دوست نے اس ضعیفہ کو یاد فرمایا ہے اور جس دن کوئی مصیبت نہ آتی روتی کہ آج مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی کہ دوست نے ہمیں یاد نہیں کیا

پھر فرمایا کہ میں نے زبان مبارک حضرت شیخ الاسلام شیخ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہٗ العزیز سے سنا ہے کہ جو سلوک میں داخل ہوا ہے اور محب ہوا ہے اور

دعویٰ محبت کا کرتا ہے اور بلائے دوست کو اچھا نہیں جانتا وہ اہل معرفت کے نزدیک کذاب ہے کیونکہ اہل اللہ کے نزدیک بلائے دوست بھی دوست ہے۔

پھر فرمایا کہ جس دن مجھ پر بلا نہ آئے میں یقین کرتا ہوں کہ آج ہم سے نعمت لے لی گئی ہے کیونکہ راہ سلوک میں نعمت بلائے دوست کا نام ہے ؎

ما بلا بر کسے قضا نہ کنیم تا کہ نامش ز اولیا نہ کنیم
ایں بلا گوہر خزانۂ ماست ہر کسے را گوہر عطا نہ کنیم

اس کے بعد مردان غیب کی بابت گفتگو چلی فرمایا پہلے پہل مردان غیب اس شخص کو صرف آواز دیتے ہیں جب وہ راسخ ہو جاتا ہے تو اس غیبی آواز سے اپنے آپ کو پھر ظاہر کرتے پھر وہ انکو مجمع میں بھی پاتے ہیں پھر اسی موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ میرا ایک دوست شیخ عثمان سنجر نامی تھا جو میرا ہم خرقہ بھی تھا اور دعاگو بھی وہ ازحد مشغول رہتا تھا اس کو مردان غیب آواز دیتے تھے جب ان کا کام زیادہ ہو گیا تو ان سے اس کی ملاقات بھی ہوتی تھی ازاں بعد وہ ایک دن اپنے تمام یاروں کے ساتھ بیٹھا تھا اور میں بھی ان کے سامنے بیٹھا تھا آواز آئی شیخ عثمان آؤ چلیں یہ آواز سنتے ہی وہ اٹھا اور آواز کی جانب چل پڑا اور ہم سے غائب ہو گیا مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ اس کو کہاں لے گئے اور وہ کہاں گیا اس کے بعد خواجہ قطب العالم ادام تقاتُہٗ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ پر چلنے والے انسان کی محبت اگر کامل ہے اور یقین سالک اور امید کامل تو امید شامل ہے وہ کمال تک پہنچ جائے گا

اور اسی موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ میں اور قاضی حمید الدینؒ ناگوری طواف

خانہ کعبہ گرد رہے تھے ایک بزرگ جن کو شیخ عثمان کہتے تھے جو بندگان خواجہ ابوبکر شبلیؒ سے تھے ایک نہایت ہی بزرگ تھے جن کی زیارت ہم نے دوران طواف میں کی اور ہم بھی ان کے قدم بقدم چلنے لگے جس جگہ وہ بزرگ قدم رکھتے ہیں اور حمید الدینؒ ناگوری بھی وہیں قدم رکھتے وہ روشن ضمیر تھے ہماری متابعت کی اطلاع پاکر وہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میری ظاہری متابعت تو کر رہے ہو میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ باطناً کرتا ہوں وہی کرو میں اور قاضی حمید الدینؒ ناگوری نے ان سے پوچھا کہ ہم کیا کریں اس پیر مرد نے کہا کہ میں ہر روز ہزار ختم قرآن کرتا ہوں میں اور قاضی حمید الدینؒ ناگوری متعجب ہوئے کہ یہ بزرگوار کیا فرما رہے آپس میں ہم کہنے لگے کہ شاید ہر سورت کا نام پڑھ لیتے ہونگے جس وقت ہم نے یہ خطرہ دل میں لایا انہوں نے سر اونچا کیا اور آہ بھر کر فرمایا نہیں حرف بحرف قرآن پڑھتا ہوں مولنٰا علاؤ الدینؒ کرمانی نے فرمایا کہ جو کچھ عقل میں نہ آسکے کرامت اسی کو تو کہتے ہیں کیونکہ عقل کو اس کی رسائی نہیں یہ کام کرامت کے باعث ہوگا اس پر خواجہ نے پرنم آنکھوں سے ارشاد فرمایا کہ جس کو یہ مقام حاصل ہے حسن عمل سے ہوا ہے کہ در فیض سب کے لئے کھلا ہے جو بھی جد وجہد کرے پہنچے

بعد ازاں روئے سخن خدمت پیر میں آنے اور با ادب بیٹھنے کے متعلق شروع ہوا خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ لوگوں کو جب کبھی مجلس اہل اللہ میں آنے کا اتفاق ہو جو جگہ مل جائے بیٹھ جائیں کیونکہ اس کی وہی جگہ ہے اس کے بعد فرمایا ایک دفعہ اس فقیر کو حضرت شیخ معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس مبارک اجمیر شریف میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا اور مجلس میں مولنٰا ناصر الدینؒ اجمیری

بیان کثرت ختم قرآن اہل اللہ

بیان ادب حاضری مجلس اہل اللہ

بیٹھے ہوئے تھے مولانا صلاح الدین نے فرمایا ایک دن پیغمبر علیہ السلام ایک مقام پر رونق افروز تھے اور آپ کے یار آپ کے گرداگرد بیٹھے ہوئے تھے تھوڑی دیر بعد تین آدمی آئے ایک کو تو اس دائرہ میں جگہ مل گئی اور بیٹھ گیا دوسرا اس جگہ نہ بیٹھ سکا وہ دائرہ کے پیچھے بیٹھ رہا تیسرے نے آنکھ پھیر کر کچھ دیر دیکھتا رہا اور جگہ نہ ملنے کی وجہ سے چل دیا

حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو آدمی آکر آپ کے حلقہ عقیدت منداں میں بیٹھ گیا ہے اس کو ہم نے پناہ میں جگہ دی اور جس کو دائرہ میں جگہ نہیں ملی اور شرمندگی سے وہ دائرہ کے پیچھے بیٹھ گیا ہم اس سے بھی شرم کرتے ہیں کل قیامت کے دن ہم اس کو ذلیل نہ کریں اور جو آپ کی صحبت سے منہ پھیر کر چل دیا وہ بے نصیب رہا اسی اثنا میں قاضی حمید الدینؒ ناگوری نے فرمایا جس نے رخ پھیر لیا اور چل دیا وہ گیا گزرے خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ بقالہٗ نے فرمایا کہ اس سے یہ دلیل حاصل ہوتی ہے کہ جہاں جگہ خالی پائے بیٹھ رہے کیونکہ بعد میں آنے والے کی جگہ وہی ہے یا دائرہ کے پیچھے بیٹھے مگر دائرہ کے درمیان نہ بیٹھے کیونکہ امام ابو اللیثؒ سمرقندی نے تنبیہ الغافلین میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ جو مجلس کے درمیان بیٹھے گا وہ ملعون ہوگا

ذکر نفس

اس کے بعد نفس پر کے متعلق گفتگو شروع ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا نفس پیر دو قسم ہے ایک نفس نیک دوسرا نفس بد پھر اس کے موافق فرمایا

یہ حکایت کرتے کہ میں ایک دن شیخ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے کھڑا ہوا تھا ایک درویش جن کا نام شیخ برہان الدین تھا جو شیخ معین الدین کا ہم خرقہ تھا جو اپنے ہمسایہ سے گلہ مند تھا پریشان خاطر خدمت شیخ میں حاضر ہو کر زمین بوس ہوئے شیخ نے انہیں بیٹھنے کو کہا وہ بیٹھ گئے روشن ضمیر شیخ نے فرمایا کہ آج تمہیں ہم خاطر آزردہ دیکھتے ہیں انہوں نے زمین بوس ہو کر عرض کی کہ میرا ایک ہمسایہ ہے جس سے میں اکثر رنج میں رہتا ہوں اس نے ایک بلند و بام مکان تیار کیا ہے جب وہ مکان پر چڑھتا ہے تو میرے گھر بے پردگی ہوتی ہے جس وقت انہوں نے یہ عرض کیا فوراً زبان شیخ الاسلام سے صادر ہوا کہ کیا وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم ہم سے ملے ہوئے ہو (ہمارے حلقہ ارادت میں ہو) اس نے کہا ہاں! خواجہ صاحب نے ٹھنڈا سانس لیا اور فرمایا کہ کس طرح یہ مکان سے نہیں گرتا اور اس کی گردن نہیں ٹوٹتی وہ درویش اسی جگہ زمین بوس ہوئے اور پھر واپس چلے گئے آدھی راہ پر ابھی پہنچے ہی نہ تھے کہ انہیں معلوم ہو گیا کہ فلاں آدمی مکان سے گر گیا ہے اور اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے۔

اسی موقعہ پر فرمایا کہ ایک دفعہ میں خدمت شیخ معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ میں بیٹھا ہوا تھا ابھی راجہ پرتھوی راج کا فرزندہ تھا وہ ہر بار یہی کہتا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ درویش یہاں سے چلا جائے یہی بات ہر ایک سے گلہ کے طور پر کہتا تھا چنانچہ یہ خبر سمع شیخ رحمتہ اللہ علیہ میں پہنچی اور درویشاں بھی بیٹھے تھے حالت سکر میں

آپ نے سر مراقبہ میں کی اور اسی حالت مراقبہ میں ارشاد فرمایا کہ پرتھوی راج کو ہم نے زندہ مسلمانوں کے ہاتھ میں دے دیا پس چند ہی دنوں بعد لشکر سلطان شمس الدین محمد شاہ اس جگہ پہنچا تمام شہر کو لوٹا اور پرتھوی راج کو زندہ گرفتار کیا اور چلتا بنا تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ درویش کے ایک کلمہ میں آتش اور دوسرے میں پانی ہوتا ہے بعد ازاں خواجہ قطب الاسلام رحمتہ اللہ علیہ یہی کلمات ارشاد فرما ہی رہے تھے کہ ملک اختیار الدین مالک قصبہ حاضر خدمت قطب رحمتہ اللہ علیہ ہو کر زمین بوس ہوئے اور کچھ نقد خدمت شیخ قطب الاسلام ادام اللہ بقائہ میں پیش کی شیخ نے حاضرین مجلس کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ رسم ہمارے خواجگان کی نہیں کہ کسی سے کوئی چیز قبول کریں اس رقم کو یہاں سے لے جاؤ کہ دنیا میں اس کے طالب بہت ہیں پھر وہ جس چٹائی پر بیٹھے تھے اس کو اٹھا کر حاضرین اور ملک اختیار الدین کو فرمایا کہ دیکھئے جب انہوں نے دیکھا تو انہیں زر و جواہرات کی نہر چٹائی کے نیچے بہتی دکھائی دی پھر فرمایا اے اختیار الدین جس آدمی کا ہاتھ خزانہ خداوند تعالٰے میں ہو وہ شمس الدین کے مال کو کیسے اور کس طرح توجہ کرے، جاؤ یہ مال و زر اس کو واپس دے کر کہو کہ پھر کبھی ایسی گستاخی نہ کرنا

پھر فرمایا کہ شیخ معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ اوحد کرمانی اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہم اللہ اجمعین اور میں ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اولیاء اولین کی حکایات کا تذکرہ ہو رہا تھا اسی اثنا میں سلطان شمس الدین جب کہ بارہ سالہ تھے پیالہ ہاتھ میں لئے وہاں سے گزرے ان بزرگوں کی نظر ان پر پڑی تو فوراً شیخ معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بچہ دہلی کا بادشاہ ہو گا اللہ تعالٰے اس کو جہان سے اس وقت تک نہیں

اٹھائے گا جب تک بادشاہی نہ دے

بیان تجدید بیعت

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ بزرگوں کی صحبت بھی بابرکت چیز ہے اس کے بعد بیعت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی فرمایا بیعت کی تجدید لازمی ہے جب کوئی بیعت سے پھر جائے یا تو بہ میں لغزش واقع ہو جب تک پیر اسکو پھر بیعت نہ کرے گا درست نہ ہوگا۔

چنانچہ اسی معنے کے مطابق یہ حکایت بیان فرمائی ہم نے روضہ شیخ الاسلام برہان الملت والدین پر یہ لکھا بروایت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ دیکھا ہے کہ جناب پیغمبر علیہ السلام نے جنگ مکہ میں قبل از فتح مکہ جناب امیر عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ والوں کے پاس قاصد بنا کر بھیجا اسی اثناء میں دشمنوں نے حضور کو کہا بھیجا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ نے شہید کر دیا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنکر صحابہ کو طلب فرمایا اور تجدید بیعت کے لئے حکم فرمایا۔ تاکہ ہم مکہ والوں سے جنگ کریں اصحابہ نے از سر نو بیعت کی۔ اسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے تنہ سے تکیہ فرمائے ہوئے تھے۔ یہ بیعت بیعت رضوان کہلاتی ہے ان صحابہ میں ایک صحابی اکوع نامی تھے وہ رہ رہ کر آپ سے از سر نو بیعت کرتا جاتا۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس سے قبل بیعت کی ہے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیونکہ میں جا رہا ہوں اس لئے چاہتا ہوں کہ پھر بیعت کر لوں پیغمبر علیہ السلام نے اسے دست مبارک دیا اور تجدید فرمائی

اس کے بعد قطب العالم نے فرمایا تجدید بیعت کا جواز اس عمل سے ہوتا ہے دعاگو نے عرض کیا کہ اگر پیر حاضر نہ ہو تو کیا کرنا چاہیے فرمایا شیخ کا کپڑا اپنے سامنے رکھے ادھر

بیعت کرے پھر خواجہ قطب نے فرمایا کہ مجھے اس مسئلہ میں کوئی تعجب نہیں کیونکہ شیخ معین الدین بھی اسی طرح بیعت کیا کرتے تھے اسی وجہ سے دعاگو بھی اسی طرح بیعت کرتا ہے اس کے بعد کلام حسن اعتقاد مریدان کی بابت شروع ہوا

بیان حسن اعتقاد مریدان

آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک درویش کو بغداد میں ایک اتہام میں گرفتار کیا گیا اور قتل گاہ میں اسے قبلہ رو کھڑا کیا گیا جب جلاد آیا اور اس کی گردن پر تلوار چلانا چاہا تو اس درویش کا تصور نظری گو پیر پر پڑا تو اس نے اپنا منہ بجائے قبلہ شریف کے مزار پیر کی جانب پھیر لیا جلاد نے پوچھا کہ تم نے اپنا چہرہ قبلہ سے کیوں پھیر لیا ہے درویش نے جواب دیا میں نے اپنا رخ اپنے قبلہ کی طرف کر لیا ہے تو اپنا کام کر درویش اور جلاد اسی گفتگو میں تھے کہ والی بغداد آیا اور حکم دیا کہ اس درویش کو آزاد کر دو خواجہ قطب العالم نے آنسو بھری نگاہوں سے ارشاد فرمایا کہ اعتقاد راسخ ہی ایک ایسی چیز ہے کہ درویش کو قتل سے بچایا اسی موقعہ پر ہی فرمایا کہ

بیان قیام برائے تعظیم پیر

ایک دفعہ حضرت خواجہ معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز اپنے تمام اصحاب کے ساتھ بیٹھے حکایت سلوک و ترغیب بیان فرما رہے تھے کہ اچانک آپ قیام فرمانے لگے جمیع یاران و خلق نے بھی قیام کیا مگر اس عجیب امر پر ہر ایک حیران تھا کہ ظاہراً کوئی لائق قیام نہیں تو آپ قیام کیوں فرما رہے ہیں چنانچہ اسی طرح آپ نے چند دفعہ قیام کیا الغرض جب تمام یاران و خلق رخصت ہو گئی تو ایک خاص غلام نے عرض کیا قبلہ ابیان سلوک و ترغیب کے دوران میں جناب نے چند بار قیام فرمایا تھا اس کی کیا وجہ تھی شیخ معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ اس طرف تربت میرے پیر دستگیر حضرت

عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی جتنی بار میری نظر اس پر پڑی مجھ پر فرض تھا کہ میں قیام کرتا میں تو اپنے پیر کے روضہ مقدسہ کے لئے قیام کر رہا تھا پھر فرمایا کہ مرید کے لئے پیر کا حاضر و غائب یکساں ہونا چاہئے جس طرح وہ انکی حیات میں تعظیم بجالاتا تھا اسی طرح اس کے لئے ان کے غیب کی تعظیم و تکریم بھی لازمی ہے بلکہ حالت غیب میں تو اس سے زیادہ درکار ہے۔

اس کے بعد عنان گفتگو مسئلہ سماع کی طرف منعطف ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس دعاگو کے نزدیک سماع میں وہ ذوق حاصل ہے کہ دوسری چیز میں ایسا نہیں پھر فرمایا کہ اصحاب طریقت و مشتاقان حقیقت کو اتنا ذوق سماع میں ہوتا ہے کہ گویا آتش بان میں لگ جاتی ہے اور اگر آتش عشق نہ ہو تو تھا دوست کا کیا ذوق ہے پھر فرمایا کہ ایک دفعہ میں اور قاضی حمید الدینؒ ناگوری رحمہما اللہ تعالیٰ خانقاہ شیخ علی سنجری قدس اللہ سرہ العزیز میں تھے اس جگہ سماع ہوا قوالان یہ قصیدہ پڑھ رہے تھے ؎

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

مجھے اور قاضی حمید الدینؒ کو یہ بیت ایسا اثر کر گیا کہ تین دن رات اسی بیت کی لذت میں مدہوش و متحیر رہے پھر میں اور قاضی حمید الدینؒ گھر آئے اسی بیت کو پھر قوالان سے کہلوایا چنانچہ پھر بھی تین دن رات اس بیت میں متحیر رہے جب ہر بار قوالان اس کو پڑھتے ہم پر حالت اور حیرت گوناگوں پیدا ہوتی یہاں تک کہ ہمیں اپنی خبر تک نہ رہی مگر نماز باوقت ادا ہو جاتی اور بعد ازاں پھر سماع میں شاغل ہو جاتے اس طرح اور سات دن رات شاغل رہے گویا قوالان کے مصرعہ مذکورہ کے بار بار کہنے سے ہمارا ذوق و مقام حیرت ترقی

کرتا اور ہم ایک مقام سے دوسرے مقام میں ترقی کرتے جاتے جس کی شرح زبان بیان نہیں کر سکتی

پھر فرمایا کہ ایک دفعہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوری ایک شہر میں پہنچے ہم نے بارہ نفر متحیران دیکھے جو کھڑے ہوئے اپنی آنکھیں ہوا میں لگائے ہوئے دن رات متحیر ہیں پھر جب وقت نماز آتا ہے نماز ادا کرتے اس کے بعد پھر متحیر ہو جاتے اس کے بعد قطب الاسلام قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں اور اولیاء محفوظ ہیں چاہیے کہ اگر شب و روز متحیر ہوں تو نماز بر وقت ادا کرتے رہیں اور نماز قضا نہ ہو پھر اسی موقعہ پر فرمایا کہ

ایک دفعہ میں حضرت شیخ حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کے ساتھ خانہ کعبہ میں تھا جب ہم نے حج ادا کیا تو ایک شہر میں پہنچے ہم نے ایک بزرگ کو کرجا گھر کی ایک غار میں آنکھیں بند کئے ہوئے دیکھا جو چوب خشک کی مانند سوکھ چکا تھا شیخ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر تو چاہے تو ہم بھی چند روز یہیں قیام کریں میں نے روئے نیاز زمین پر رکھ کر عرض کیا جو آپکی منشاء مبارک ہو۔ غلام حاضر ہے

الغرض ایک ماہ تک ہم اس کے ساتھ رہے اس مدت میں صرف ایک دن وہ بزرگ عالم تحیر سے عالم ہوش میں آیا ہم نے اٹھ کر اسے سلام کیا اس نے جواب سلام دیا اور فرمایا اے عزیزان! تمہیں تکلیف ہوتی ہوگی تمہارے رنج کا خمیازہ مجھ پر آئے گا کیونکہ صوفیا فرماتے ہیں درویشوں کی خدمت بھی مقامات طے کرانے کا ایک سبب ہے پھر فرمایا بیٹھے ہم بیٹھ رہے انہوں نے اپنی کہانی بیان کی کہ میں محمد اسلم طوسی رحمۃ اللہ علیہ

کے فرزندوں میں سے ہوں تیس ۳۰ سال سے عالم تحیر میں مستغرق ہوں نہ مجھے دن کی خبر ہے نہ رات کی آج اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے مجھے عالم صحو و ہوش میں لایا ہے

اے عزیزان! آپ چلے جایئے کیونکہ تمہاری تکلیف کی وجہ سے مجھے مکافات نہ بھگتنی پڑیں درویش نے ایک نصیحت کی کہ جب تم نے اپنا قدم بسلسلہ طریقت میں رکھا ہے تو لازمی ہے کہ دنیا و ہوائے نفس کی طرف بالکل متوجہ نہ ہونا اور مخلوق سے تنہائی میں رہنا اور تحائف قدرت سے جو کچھ تجھ پر نازل ہو ہر کہ و مہ پہ بیان نہ کرنا اسے پوری حفاظت سے رکھنا اور اللہ تعالیٰ سے شاغل رہنا اس کے سوا کسی سے مشغول نہ ہونا ورنہ برباد ہو جاؤ گے جب اس بزرگ نے یہ نصیحت پوری کر لی پھر عالم تحیر میں چلے گئے ہم اس جگہ سے واپس ہوئے جب خواجہ قطب العالم نے یہ فوائد تمام فرمائے عالم سکر میں پڑ گئے دعاگو پھر واپس اپنے خانہ کی طرف لوٹا اور مشغول بعبادت ہوا۔

الحمد للہ علیٰ ذالک

مجلس سوم

ماہ شوال بروز دو شنبہ ۵۸۲ھ دولت پابوسی حاصل ہوئی عزیزان اہل صفا اور چند درویش خدمت اقدس حضرت قطب الاسلام قدس اللہ سرہ العزیز میں حاضر تھے سلوک کی بابت آغاز کلام ہوا کہ اولیائے طریقت و مشائخ کبار و مسافران بحر و بر درجات سلوک کو حاصل کرنے میں بجائے متفقہ طریقہ کے مختلف طریق اختیار کئے ہیں یہاں تک کہ راہ سلوک کے ۱۸۰ مراتب مقرر کئے ہیں۔ طائفہ جنیدیہ کے نزدیک سلوک کے ۱۰۰ مرتبے ہیں اور طبقہ بصریہ کے نزدیک ۸۰ مراتب ہیں، طبقہ ذوالنون مصری ۷ مرتبے ہیں، طبقہ ابراہیمؒ و بشر حافیہ ۵۵ مراتب ہیں، طبقہ خواجہ بایزیدیہ و عبداللہؒ مبارک و سفیان ثوریؒ ہیں سلوک کے ۴۵ مراتب ہیں، طبقہ شجاع کرمانیؒ و خواجہ سمنونؒ محب و خواجہ محمد مرتعشیؒ ۲۹ مرتبہ سلوک ہیں اور طبقہ خواجگان چشت نے ۱۵ مراتب سلوک مقرر کئے ہیں اس کے بعد قطب الاسلام قدس اللہ سرہ نے ارشاد فرمایا کہ ہر اہل طبقہ نے سلوک کے مرتبے مقرر کئے ہیں اور ان کے تمثیل بیان کئے ہیں چنانچہ طبقہ اول نے سلوک کے ۱۸۰ مراتب مقرر کئے ہیں اور ان کے ہشتادم (۸۰) مرتبہ کا نام کشف و کرامت رکھا گیا ہے پس جو کوئی اس ہشتادم (۸۰) مرتبہ پہ پہنچتا ہے اسے کشف و کرامت شروع ہو جاتی ہے جس کو اسے نگاہ رکھنی پڑتی ہے اور جب دوسرے سو (۱۰۰) درجے طے کرتا ہے پھر جو کچھ وہ چاہتا ہے

بیان طرق سلوک و نسبت ادان

اس پر منکشف ہو جاتا ہے مگر جب اس ہشتادم[۸۰] مرتبہ میں اپنا کشف شروع کر دے تو دوسرے سو[۱۰۰] مراتب تک نہیں پہنچ سکتا مگر مرد کامل وہ ہے جو اپنے آپ کو اس وقت تک کشف نہ کہے جب تک تمام کو حاصل نہ کرے حلقہ جنیدیہ نے سو[۱۰۰] مرتبہ مقرر کئے ہیں انہوں نے سترہ[۷۰] مرتبہ کشف و کرامت کیلئے، پس جو اس سترہویں[۷۰] مرتبہ کشف و کرامات میں مشغول ہو جائے آگے نہیں پہنچ سکتا مگر مرد کامل وہ ہے کہ جب تک سب کو حاصل نہ کرے خود کو ہرگز ظاہر نہ کرے۔

پھر قطب الاسلام دعاگو کی جانب متوجہ ہوئے فرمایا یہ سخن اہل طریقت نے اس لئے فرمائے ہیں کہ جب اس راستہ کا راہ گیر آخری مرتبہ یعنی اس مقام ۱۸۰ مرتبہ سلوک پر پہنچنے سے پہلے اپنے آپ کو کشف کرے تو کس طرح باقی مراتب طے کر سکے گا۔

طبقہ بصریہ کہ جنہوں نے سلوک کے ۸۰ مرتبے مقرر کئے ہیں بیسویں مرتبہ کو کشف و کرامات کہتے ہیں مرد کامل کو چاہئے کہ جب بیسویں مرتبہ پر پہنچے تو اپنے آپ کو کشف و کرامات سے چھپائے رکھے تو اس کے لئے یہ بہتر ہوگا تاکہ دوسرے مراتب تک بھی پہنچ سکے۔

طبقہ خواجہ ذوالنونؒ مصریہ جن کے نزدیک سلوک کے ستر مرتبے ہیں انکا پچیسواں مرتبہ کشف و کرامات ہے پس جب اس کا جاننے والا اس پچیسویں مرتبہ پر پہنچے تو اپنے کشف و کرامات کو ظاہر نہ کرے ورنہ اسی مرتبہ میں پھنس کر رہ جائے گا اور دوسرے ۴۵ مراتب پر نہیں پہنچ سکے گا۔

طبقہ خواجہ بایزیدیہؒ نے سلوک کے ۴۵ مراتب مقرر کیے ہیں انکے نزدیک تیرہویں[۱۳] مرتبے ہیں کشف و کرامات شروع ہو جاتی ہے جب اس راہ کا چلنے والا اس مرتبہ پر پہنچے تو اپنے آپ کو کشف و کرامات نہ لگائے ورنہ باقیوں تک نہ پہنچ سکے گا

پھر قطب الاسلام نے فرمایا بعض مشائخ و اولیا کرام نے ان مقامات پر اپنے کشف و کرامات کا تذکرہ کر دیا ہے وہ اسی مرتبہ میں پھنس گئے ہیں انہیں ہم کامل نہیں کہہ سکتے انہوں نے اپنے آپ کو کشف و کرامات میں پھنسا دیا کامل حال وہ درویش ہیں جو تمام مراتب کو طے کرنے سے قبل کسی کشف و کرامات کو ظاہر نہیں کرتے اگر کچھ نہ کچھ ظاہر ہو بھی گیا تو وہی ہوا جو انہوں نے کہا پس اولیا کے درمیان ان کے انفاس متفاوت ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آغاز مرتبہ حال میں وہ اپنے آپ کو کشف کر دیتے ہیں اور بقیہ مقامات ضائع جاتے ہیں مگر جو کامل ہے وہ اپنے آپ کو جب تک تمام مراتب تک نہ پہنچائے کشف و کرامات ہرگز نہیں کرتا اور ضائع نہیں ہو سکتا۔

طبقہ امامان شریعت کے نزدیک سلوک کے تیس[۳۰] مرتبے ہیں ان کے نزدیک بیسواں مرتبہ خانۂ کشف و کرامات ہے وہ بھی کشف و کرامات کے اظہار کو جائز نہیں سمجھتے جبتک تمام طے نہ کر لیں۔

طبقہ شاہ شجاع کرمانیؒ و سمنون محبؒ و خواجہ محمد مرعشی نے سلوک کے بیس[۲۰] مرتبے مقرر کیے ہیں ان کے نزدیک دسواں مرتبہ کشف و کرامات کا ہے کہ جس پر وہ خود کو کشف کرتے ہیں وہ بھی مندرجہ حضرات کی طرح جب تک تمام نہ کر لیں کشف و کرامات کو جائز نہیں سمجھتے۔

طبقہ خواجگان چشت نے سلوک کے پندرہ مرتبے مقرر فرمائے ہیں ان کے نزدیک پانچواں مرتبہ کشف و کرامات کا ہے جو کوئی اس پانچویں مرتبہ کشف و کرامات میں خود کو کشف کر بیٹھے تو وہ دوسرے مراتب کو ہرگز طے نہیں کر سکتا اس کے مجاہدات و ریاضات ضائع ہو جاتے ہیں

خواجگان چشت کے نزدیک مرد کامل وہ ہے کہ جبتک تمام پندرہ مرتبے طے نہ کرے اپنے آپ کو آشکارا نہ کرے کیونکہ یہ مرتبہ کامل ہے جب حضرت خواجہ قطب الاسلام نے یہ تمام تمثیل سلوک تمام فرمائے تو آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں اور گریہ فرما رہے تھے آپ نے رخ انور اس دعاگو طرف کیا اور فرمایا کہ دائرہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں تمام کے تمام مرد ہیں جو مرتبہ سلوک سے گزر رہے ہیں بلکہ دوسروں سے صد ہزار درجہ آگے نکلے جا رہے ہیں اور اسرار سے ذرہ بھر بھی ظاہر نہیں کر رہے اپنے آپ تک بھی نہیں جانتے کہ ہم کون ہیں! اور کیسے ہیں اے فرزند! فرید! جب لوگ اس مرتبہ سلوک سے گزرتے ہیں دوسرے مقام پر پہنچ کر پچھلے مقام کو نگاہ تحیر سے دیکھتے ہیں اور عالم تحیر میں پڑ جاتے ہیں اس وقت ان کا فراق وصال سے مبدل ہو جاتا ہے جس وقت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہٗ نے یہ فوائد تمام فرمائے عالم تحیر میں مشغول ہو گئے اور دعاگو اپنے خرابہ مقام میں مشغول ہوا

الحمد للہ علے ذالک

مجلس چہارم

ماہ ذیقعدہ ۵۸۶ھ میں مجھے دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ اس وقت حضور میں طائفہ درویشان اہل صفہ و مولانا علاؤ الدین کرمانی و شیخ محمود موزہ دوز حاضر تھے سلسلۂ کلام بابت تکبیر کہنے (نعرۂ تکبیر) شروع ہوا کہ درویش لوگ جہاں کہیں جاتے ہیں یا کوچہ و بازار یا دروازوں پر پہنچتے ہیں تکبیر کہتے ہیں یہ سلسلہ کب سے شروع ہوا ہے؟

خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ تعالیٰ نے فرمایا تکبیر ہیبت کذائیہ کا اثبات تو کہیں سے نہیں (ہر موقعہ و محل پر تکبیر کی جاوے) کیونکہ تکبیر محل شکر ہے جب لوگوں کو کوئی نعمت دین یا دنیا کی حاصل ہو تو شکرانہ کے طور پر تکبیر برائے ایزائی نعمت تکبیر کہنا جائز ہو گا مگر بے محل تکبیر کہنا جائز نہیں۔

بعدہٗ کہ تکبیر بمعنی حمد ہے پھر اسی موقعہ کے مطابق ارشاد فرمایا کہ ہم حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بغداد حاضر تھے۔ چند روز ان کے ہاں انتظار کرتا رہا ہوں۔ مشغولی ذکر و فکر سبحان اللہ! میں نے بھی کافی سیر و سیاحت کی ہے مگر بزرگان دین میں مشغولی ذکر اذکار جس قدر ان کی صحبت میں دیکھی ہے۔ دوسرے بزرگان میں بہت کم۔

الغرض ایک بزرگ خرقہ پوش ان کی خدمت میں آیا اور سلام اور ہاتھ شیخ رحمۃ اللہ علیہ

بیان نعرۂ تکبیر

کا بکڑا پھر فوراً تکبیر کہی شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات بہت ہی دشوار معلوم ہوئی۔ آپ نے یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ ایک دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے آپکے صحابہ گرداگرد بیٹھے تھے آپ نے رخ انور ان کی طرف کر کے فرمایا مجھے امید ہے کہ کل قیامت کے دن اہل بہشت سے ۱/۴ حصہ تم لوگ ۳/۴ باقی امتیں ہوں گی اس پر فوراً امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے یاروں نے تکبیر برائے شکرانہ نعمت کہی تاکہ اور زیادہ ہو۔

دوسری بار رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ ۱/۳ حصہ تم لوگ بہشت میں ہونگے اور ۲/۳ حصہ دیگر امم۔ جس وقت رسول علیہ السلام نے فرمایا امیر المومنین عمر فاروق اعظم و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دوسرے یاران اٹھے اور مل کر تکبیر برائے شکران نعمت بلند کی تاکہ نعمت اور زیادہ ہو تیسری بار رسول علیہ السلام نے فرمایا ۱/۲ حصہ تم لوگ بہشت میں ہوں گے اور ۱/۲ حصہ باقی امتیں۔ امیر المومنین عثمان ذوالنورین و علی رضی اللہ عنہم اور دوسرے یاروں نے مل کر تکبیر برائے شکران نعمت کہی تاکہ نعمت زیادہ ہو چوتھی دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں سب سے پہلے میری امت داخل ہوگی اس کے بعد دوسری امتیں۔ اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دوسرے یار اٹھے اور تکبیر برائے شکران نعمت بلند کی اس کے بعد شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا درویش جو چہارگانہ تکبیر کہتے ہیں اسی معنی کے لحاظ سے کہتے ہیں۔ پس تکبیر ہر موقعہ کے لئے جائز نہیں کہ موقعہ و بے موقعہ کہا جاوے۔

پھر کلام اس امر کی جانب شروع ہو کہ اگر مرید نماز نفل میں ہو اور پیر اس کو بلائے

آیا مرید ترک نماز کرکے جواب پیر دے یا کیونکہ؟

جناب قطب العالم قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا بہتر یہی ہے کہ ترک نماز نفل کرے اور جواب دیدے کہ اس کا ثواب نماز نفل سے زیادہ ہے پھر اسی موقعہ کے مطابق فرمایا کہ ایک بار میں نماز نفل پڑھ رہا تھا میرے شیخ حضرت معین الدین ادام اللہ برکاتہ نے مجھے آواز دی میں نے فوراً نماز ترک کرکے لبیک کہا آپ نے فرمایا ادھر آ جب میں خدمت شیخ معین الدین میں پہنچا آپ نے پوچھا کیا کر رہا تھا میں نے عرض کیا نماز نفل پڑھ رہا تھا آپ کا آوازہ سنا تو نماز ترک کر دی اور آپ کو جواب دیا فرمایا تم نے بہت بڑی نیکی کی۔ کیونکہ تمہارا یہ فعل نماز نفل سے افضل ہے پیر کے کام میں لگ جانا ہی دین ہے

پھر اسی موقعہ مطابق اور ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ میں خدمت حضرت شیخ معین الدین میں حاضر تھا دوسرے اہل صفہ بھی تھے اولیاء اللہ کی کہانی شروع ہوئی اسی اثنا میں باہر سے ایک شخص بیعت کی نعمت حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا اور نعمت قدم بوسی حاصل کی۔ خواجہ نے فرمایا بیٹھ جا وہ بیٹھ گیا پھر وہ کہنے لگا کہ میں شیخ کی خدمت میں مرید ہونے کے لئے آیا تھا۔ خدمت کسی اور وقت کر لیتا۔ آپ نے یہ سنکر فرمایا جو کچھ میں تمہیں کہوں تم کہو گے؟ تو میں بیعت کر لوں گا۔ اس نے عرض کیا جو کچھ فرمان ہو گا عمل کروں گا۔ فرمایا جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ پڑھتا ہے۔ اگر اسے اس طرح پڑھے کہ لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ، تو میں تمہیں بیعت کر لوں اس شخص نے فوراً وہی کلمات زبان پر

لہ ایسے بظاہر سخت کلمات سے ناظرین دعویٰ نبوت کا اثبات نہ ٹھہرائیں یہ اس شخص کے راسخ العقیدت ہونے کا امتحان تھا نہ دعویٰ نبوت جس طرح سہل انگیز حضرات بانی اگلے صفحہ پر

بے دھڑک کہہ دیئے تو آپ نے اس کو بیعت کیا خلعت نعمت سے بھی مشرف فرمایا۔ اس کے بعد خواجہ صاحبؒ نے فرمایا میاں اس نوعیت کا کلمہ جو میں نے تمہیں کہنے کے لئے کہا ہے ورنہ میں کون ہوں؟ میں تو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمترین بندگان سے ہوں کلمہ وہی ہے "لا الٰہ اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ" تمہارے کامل الحال ہونے کے لئے وہ کلمہ تمہیں کہلوایا گیا تھا

چونکہ تو میرے پاس مرید ہونے آیا تھا مجھ سے صدق رکھتا تھا اور راسخ العقیدت کی وجہ سے تم نے فوراً اسے پڑھ مارا۔ تو مرید صادق کے رتبہ تک پہنچا۔ مرید صادق کو بھی ایسا چاہئے کہ اپنے پیر کی خدمت میں راسخ اور صادق ثابت ہو۔

پھر روئے سخن اس جانب ہوا کہ جب آدمی تائب ہو تو اسے اپنے ہم گناہ دوستوں سے کنارہ کش ہونا چاہئے تاکہ پھر اس مصیبت میں نہ پھنس جائے کیونکہ آدمی زادہ کے لئے صحبت بد سے زیادہ بلائے عظیم کوئی چیز نہیں۔ کیونکہ صحبت کا اثر زیادہ ہوتا ہے اس لئے توبہ سے قبل کے دوستوں سے بچے رہنا چاہئے۔

اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ حمید الدین میواتی رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ معین الدین رحمتہ اللہ علیہ کے بزرگ مریدوں میں سے ہیں اور اس فقیر کے ہم خرقہ ہیں جب انہوں نے خواجہ صاحب کے دست مبارک پر توبہ کی تو ان کے دست

خیال کرینگے نبوت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر ختم ہو چکی ہے۔ صوفیا کے شطحیات ایسی ہوتی ہیں کہ بظاہر خلاف شرع مفہوم ہوتا ہے مگر درحقیقت خالی از حکمت نہیں ہوتیں۔ خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فرمان انہی میں شمار ہے تاکہ طعن و تشنیع بنا دیا جائے۔ ۔

واللہ اعلم عاصی مترجم۔

داشمندان کے پاس آتے اور کہتے کہ آپ ایک بار پھر اسی ذوق و شوق میں وقت گذاریں خواجہ حمید الدین بھوائی نے ان پر تھوکا۔ کہا کہ بھاگو ہم نے گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے اس مسکین کو بھول جائیے میں نے اپنے ازار بند کو ایسا مضبوط باندھا ہے کہ کل قیامت کے دن بھی حوران بہشت پر بھی نہیں کھولوں گا۔

اس کے بعد خواجہ قطب الاسلام کے حضور میں طعام لایا گیا تو خواجہ صاحب اور درویشان طعام کھانے میں مشغول ہوئے۔ ابھی تناول فرما رہے تھے کہ شیخ نظام الدین ابو المؤید آئے سلام کیا خواجہ قطب الاسلام نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور سلام کا جواب نہ دیا۔ نظام الدین ابو المؤید کو از حد گراں گزرا۔ الغرض جب طعام سے فارغ ہوئے ابو المؤید نے سوال کیا کہ جس وقت میں آیا تھا آپ طعام تناول کر رہے تھے۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے جواب سلام کیوں نہ دیا۔ خواجہ قطب الاسلام نے فرمایا کہ ہم طاعت میں تھے آپ کو سلام کا جواب کس طرح دیتے کیونکہ درویش جو طعام کھاتے ہیں قوت عبادت کے لئے کھاتے ہیں جب ان کی یہ نیت ہو۔ پس گویا وہ طاعت میں ہیں۔ پس جو شخص طاعت میں ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ جواب سلام دے اور آنے والے کے لئے بھی جائز ہے کہ سلام کہے آئے اور بیٹھ جائے۔ اور طعام کھانے میں لگ جائے۔ جب طعام خوری سے فراغت ہو جائے پھر اٹھے اور سلام کہے۔

پھر خواجہ قطب الاسلام نے اسی موقعہ مطابق حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ شیخ ابو القاسم نصیر آبادی جو پیر شیخ ابو الخیر قدس اللہ سرہ العزیز تھے اپنے یاروں

کے ساتھ طعام کھانے میں مشغول تھے امام الحرمین جو امام غزالی کے استاد تھے آئے
سلام کیا یاروں نے کوئی توجہ نہ دی اور جواب سلام تک نہ دیا جب طعام کھا لیا گیا
امام الحرمین نے کہا کہ میں آیا سلام کیا تم نے جواب تک نہ دیا۔ کیا یہ اچھی بات ہے ؟
شیخ ابوالقاسم نے فرمایا کہ رسم تو ایسی ہے کہ آنے والا جب آئے اور لوگ کھانا کھاتے
ہوں تو وہ خاموش بیٹھ جائے جب وہ طعام ختم کر کے ہاتھ دھو رہے ہوں تو اٹھے
اور سلام کرے امام الحرمین نے کہا کہ یہ بات آپ کہاں سے کہہ رہے ہیں عقل سے
یا نقل سے ؟ شیخ ابوالقاسم نے فرمایا کہ ہم عقل سے کہہ رہے ہیں کیونکہ طعام برائے
قوت عبادت کھایا جاتا ہے جب لوگ اس نیت سے کھائیں تو عین عبادت کے
پس جو شخص عین طاعت میں ہو علیک کس طرح کہے بعد ازاں خواجہ قطب الاسلام
ادام اللہ تقاۂ عالم سکر میں شاغل ہو گئے۔ یہ دعاگو (فریدم) واپس اپنے خرابہ کی طرف
آیا اور مشغول ہو گیا۔

الحمد للہ علی ذالک

مجلس پنجم

ماہ ذوالحجہ ۵۸۴ھ؁ فخرِ دولت پابوسی حاصل ہوا حج کی بابت گفتگو ہوئی قاضی حمید الدین ناگوری و مولانا علاؤ الدین کرمانی اور سید نور الدین مبارک غزنوی و سید شرف الدین و شیخ محمود موزہ دوز اور مولانا فقیہہ خداداد جتنے بھی حضرات تھے ان کے سامنے عرش سے فرش تک ہر چیز بے حجاب تھی اور تمام حضرات صاحب کشف و کرامات تھے

بیان حج

مسافران خانہ کعبہ کی حکایت چلی خواجہ قطب الاسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ اگر وہ اپنے خرابہ خانہ میں ہوں خانہ کعبہ[۱] کو فرمان ہوتا ہے کہ وہ ان کے ارد گرد جا کر طواف کرے۔

قطب الاسلام اسی بات پر تھے کہ شیخ اور دیگر حاضرین عزیز اٹھ کھڑے۔ سب

۱؎ ناظرین کرام کو تعجب ہوگا کہ خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے ہیں اور خانہ کعبہ کیوں اولیا کاملین کے گرد طواف پر مامور کیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دل کاملین عرش رب ہے "میں آسمانوں زمینوں میں نہیں سما سکتا سوائے قلب مومن کے" (حدیث) کیونکہ دل کامل کعبۂ حقیقی ہے۔ کعبہ مجازی کو کعبۂ حقیقی کے طواف پر مامور کرنا مستبعد نہیں ہو سکتا۔ کتب فقہا کرام مثلاً شامی بحر الرائق بحرانی الفلاح۔ درمختار وغیرہ میں جواز و ممکن آمد کعبہ برائے طواف اولیا کاملین مشرح ہے اور مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب بوادر النوادر ص۱۳۵ میں بھی اس مسئلہ کو حدیث سے کافی بسط کے ساتھ ذکر فرمایا ہے ۱۲ مترجم

عالم تحیر و شوق میں مستغرق تھے یہانتک کہ انہیں اپنی خبر تک بھی نہ رہی اور دعا گو بھی عالم شوق میں مستغرق تھا الغرض اسی موقعہ پر خواجہ ابدہ دیگر عزیزان نے تکبیر بلند کی جس طرح طواف کعبہ ہیں کہی جاتی ہے اور ہر ایک کے اعضا سے تازہ خون جاری تھا اور جو قطرہ خون زمین پر گرتا تھا وہ نقش تکبیر کا حامل تھا پھر ہم عالم صحو (ہوش) میں آئے کعبہ کو اپنے سامنے کھڑا دیکھا جتنا اس کا ادب ہے اس کو ہم بجا لائے اور چار دفعہ اس کے گرد ہم نے طواف کیا ہاتف غیب نے آواز دی اے عزیزان ہم نے تمہارا حج دطواف و نماز کو قبول فرمایا اور ان لوگوں کے بھی جو ان کی پیروی میں آئے اور غلامی اختیار کی ا

اس کے بعد خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ تقالہ نے فرمایا شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز ہر سال اجمیر سے خانہ کعبہ کو جاتے آخر الامر جب آپ مقام کمالیت کو پہنچ گئے جو حاجی بھی صبح کو جاتے آپ کو طواف خانہ کعبہ میں دیکھتے اور حالانکہ خواجہ صاحب خود اعتکاف میں ہوتے۔ آخر معلوم ہوا کہ ہر شب کو خواجہ صاحب خانہ کعبہ اور رات وہاں گذارتے ابھی صبح نہ ہوتی کہ آپ واپس آجاتے اور نماز فجر با جماعت اپنے گھر ادا فرماتے۔

پھر اسی مقام کے مطابق ارشاد فرمایا کہ میں نے زبان شیخ معین الدین سے انہوں نے شیخ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہم سے حکایت کی کہ جس زمانہ میں آپ سمرقند تھے خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ کو جب اشتیاق کعبہ غالب ہوتا تو فرشتگان کو حکم ہوتا کہ خانہ کعبہ کو اٹھا کر چشت میں لائیں اور خواجہ کے سامنے رکھیں جب خواجہ صاحب طواف و نماز ادا فرما لیتے تو پھر فرشتگان کعبہ کو اپنی جگہ رکھ آتے

پھر فرمایا کہ خواجہ حذیفہ مرعشی قدس اللہ سرہ العزیز نے ستر سال پاؤں سجادہ سے نہیں اٹھایا اور کسی جگہ تشریف نہیں لے گئے جب کبھی حاجی و مسافر حضرات ہر سال دو ماہ زیارت سے واپس آتے تو عرض کرتے کہ ہم نے خواجہ صاحب کو خانہ کعبہ اور بیت المقدس میں دیکھا ہے۔

بیان قرآن خوانی

اس کے بعد گفتگو قرآن خوانی کی بابت چلی خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ دعاگو کو ابتدا حال میں قرآن یاد نہ ہوتا تھا جس سے دل بڑا متردد رہتا ایک رات میں نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا میں نے اپنے آپ کو حضور کے قدموں میں ڈال دیا اور بہت رویا میں نے عرض کی میرا حافظہ مجھے عطا ہو تاکہ قرآن یاد کر لوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو میری زاری پر شفقت آئی فرمایا سر اٹھا میں نے سر اٹھایا تو فرمایا سورۂ یوسف کی مداومت رکھ تاکہ تمہیں قرآن یاد ہو جائے جب میں بیدار ہوا تو سورۂ یوسف کی مداومت شروع کر دی۔ حق تعالےٰ نے بڑھاپے میں قرآن میرا رزق فرما دیا

اس کے بعد فرمایا کہ میں نے شیخ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے انہوں نے اپنے پیر خواجہ عثمان ہارونی سے حکایت بیان کی ہے کہ حضرت ابو یوسف چشتی کو بھی قرآن یاد نہ ہوتا تھا۔ کئی راتوں متردد ہونے کے بعد ایک رات خواب میں اپنے پیر کو دیکھا انہیں عرض کی کہ قرآن یاد نہیں ہوتا فرمایا کہ دن میں سو بار اخلاص بہ نیت یاد کرنے قرآن پڑھا کرو تاکہ اللہ تعالیٰ کلام پاک تمہارا رزق بنائے اور جو کوئی بھی اس ورد کو کرے اس کو بھی قرآن یاد رہے گا جب میں بیدار ہوا تو

میں نے مطابق فرمان سورۃ اخلاص پڑھنا شروع کیا چند روز نہیں گذرے تھے کہ بفضل
خداوند تعالے قرآن یاد ہو گیا آخری عمر میں ان کی یہ حالت کہ ہر روز پنج قرآن ختم کرتے
تھے

اس کے بعد دیگر وظائف میں مشغول ہوئے۔ خواجہ قطب الاسلام قدس اللہ
سرہ العزیز نے ان فوائد کو تمام فرمایا اور عالم تحیر میں مشغول ہوئے اور دعا گو بھی اپنے
خرابۂ مقام گیا اور مشغول بذکر ہوا۔

الحمد للہ علی ذالک

مجلس ششم

بروز جمعۃ المبارک ماہ شوال ۵۸۴ھ کو شرف دولت پابوسی حاصل ہوا عزیزان اہل صفہ حاضر تھے حوض شمسی کی بابت بات شروع ہوئی خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے ارشاد فرمایا شاہ شمس والی دہلی نے چاہا کہ حوض تعمیر کرے ایک دن وہ جمیع ارکان دولت سمیت سوار ہو کر حوض بنانے کے لئے گیا جب وہ اس جگہ پہنچا جہاں اب حوض ہے، کھڑا ہو گیا کہ یہ زمین بہتر ہے اور دیکھ کر واپس لوٹ آیا۔ کیونکہ وہ واصلان حق سے تھا۔ دات کو اس نیت سے مصلے پر بیٹھا ورد کرتا رہا جب کچھ رات گزری تو خواب دیکھا کہ حوض کے قریب ایک چبوترے پر بلند و بالا صاحب کمال سیاہ گیسو دار اور ایسا خوبرو کہ جس کی وصف بیان نہیں ہو سکتی گھوڑے پر مع چند دیگر اشخاص سوار اس کے برابر آ کھڑا ہے جس وقت اس کی نظر مجھ پر پڑی مجھے اپنے پاس بلوایا اور فرمایا کہ آ کیا چاہتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میری نیت ہے کہ اس جگہ حوض تیار کراؤں اس گفتگو کے دوران میں جو آدمی ان کے ساتھ تھا کہنے لگا اے شمس آپ رسول خدا ہیں، تو نے اللہ تعالے سے درخواست کی ہے اور آپ تیرے دامن مراد کو بھرنے تشریف لائے ہیں۔ کیونکہ مجھے اس حوض کا اندیشہ تھا میں التماس کی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے قدمان مبارک پر گر پڑا اس کے بعد اٹھ کر دست بستہ کھڑا ہو گیا

بیان حوض شمسی

جس جگہ چبوترہ ہے رسول علیہ السلام کے اسپ مبارک نے پاؤں مارا اور پانی ظاہر ہو گیا رسول علیہ السلام نے فرمایا اے شمس حوض اسی جگہ تیار کر پانی اسی طرح ظاہر ہوگا سارے شہر اور مقامات میں ایسا بالذت پانی اور کہیں نہ ہو گا پھر اسی گفتگو میں بیدار ہوا۔ اسی روز سویرے سویرے سوار ہو کر گیا جب اس جگہ پہنچا جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسپ مبارک نے سُم مارا تھا مجھے پانی نکلا ہوا دکھائی دیا۔ اسی جگہ حوض مقرر ہوا۔ جو لوگ شمس کے ہمراہ آئے تھے انہوں نے تھوڑا سا پانی پیا۔ ان کا بیان ہے کہ بخدا اگر صد ہزار شیرینی و تمام اجناس جمع ہو جائے اور پانی میں ڈالی جائے تو وہ اس قدر شیریں اور خوش لذت نہ ہو گا جتنا کہ وہ پانی خوش لذت اور خوش ذائقہ تھا جو سمان اسپ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش ذائقہ و خوش لذت اور شیریں تھا اس کے بعد حضرت قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ اس پانی کی شیرینی باعث برکت قدم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھی

دوسری برکت اس زمین کی یہ ہے کہ اس زمین کے قریب کس قسم کے بزرگ دفن ہیں اور ابھی نا معلوم کتنے اور دفن ہونگے۔ پھر قطب الاسلام نے فرمایا کہ ہم بھی امید رکھتے ہیں کہ اس حوض کے قریب دفن ہوں۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایک بزرگ نے مجھے بتایا ہے کہ شمس والی دہلی نہایت ہی نیک اعتقاد آدمی تھا۔ تمام رات بیداری میں رہتا کسی نے اسے رات کے وقت نیند کرتے نہیں دیکھا ہر وقت بیدار رہتا اور عالم تحیر میں کھڑا رہتا۔ اگر اچانک نیند آ بھی جاتی تو فوراً بیدار ہو جاتا۔ وضو کے لئے خود اٹھتا پانی نکالتا اور وضو کرتا اور مصلے پر بیٹھ جاتا

حال بادشاہ شمس الدین

کسی خدمت گار یا غلام کو بیدار نہ کرتا بلکہ کہتا کہ آسودہ لوگوں کو کیوں بیدار کروں پھر فرمایا کہ رات کو خرقہ پہنتا اس کے اس حال کی خبر کسی کو نہ تھی۔ کسی آدمی کو ہمراہ لے کر ایک توشہ دان اشرفیوں سے بھرا ہوا اس سے اٹھوا کر ہر مسلمان کے دروازے پر پھرتا اور ہر ایک کا حال پوچھتا اور انہیں کچھ نہ کچھ دیتا جب ان سے گزر جاتا تو پھر مسجدوں اور ویران مقاموں، گرجوں اور بازاروں سے گزرتا اور ان میں رہنے والوں درویشوں اور خادموں وغیرہ کو جو کچھ ان کا نصیب ہوتا دیتا چلا جاتا اور پھر ہزاروں معذرت کرتا اگر کسی کو اس کا حال معلوم ہو جاتا تو کہتا کہ ہرگز میرے متعلق کسی کو نہ بتلانا جب دن ہوتا تو عام سخاوت کرتا اور حکم دیتا کہ ان مسلمانوں کو لاؤ جن کی رات فاقہ مستی میں کٹی ہے اس کے حکم کے مطابق ان کو دربار میں حاضر کیا جاتا ان کو اپنے سامنے بلوا کر ان کے اندازۂ ضرورت کے مطابق ہر ایک کو خوش کرتا اور ان کو قسم دیتا کہ اگر تمہارا خرچ ختم ہو جائے یا تم سے سلطنت کا کوئی آدمی ظلم و تعدی کرے تو تم میرے پاس فوراً آنا کیونکہ مجھ میں کل قیامت کے دن تمہارے دعوے کی طاقت نہیں ہے پھر قطب الاسلام نے فرمایا کہ وہ یہ بات اس لئے کہتا کہ بار عدل اس کی گردن سے اٹھ جائے اور روز قیامت میں اس کی خلاصی کا باعث ہو سکے

پھر اسی موقعہ کے مطابق فرمایا کہ ایک رات شمس دعاگو کے پاس آیا اور میرے پاؤں پکڑے۔ میں نے کہا تمہیں کون تکلیف دیتا ہے۔ جو مانگتا ہے مانگ۔ اس نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ جس طرح حضرت رب العزت نے کرم وعنایت سے یہ سلطنت عطا کی ہے کل جب روز قیامت ہو اور مجھے بلایا جائے اور حساب شروع ہو اس

وقت مجھے نہ بھلائیں۔ میں نے اس کی درخواست کو قبول فرمایا پھر وہ واپس چلاگیا فرمایا اس کے معاملات بہت نیک تھے کیونکہ وہ درویشوں کا بندہ تھا۔ درویشوں کی محبت کا ذرہ بھی خالی از رحمت نہیں۔

پھر فرمایا کہ میں بدایون کے سفر پر تھا اور یہ شمس والئ دہلی بھی بدایون میں تھا ایک دن چوگان بازی کے لیے باہر گیا ایک بوڑھے اور نحیف آدمی نے والی سے درخواست کی اس نے اس کو کچھ نہ دیا جب آگے گیا ایک جوان کھڑا تھا جو بڑا تنومند اور تندرست تھا۔ تھیلی میں ہاتھ ڈال کر اسے چند اشرفیاں دیں۔ پھر کارکنان سے متوجہ ہو کر کہا کہ دیکھو اس بوڑھے نے ہم سے سوال کیا اور ہم نے اسے کچھ نہ دیا۔ اس جوان نے کچھ بھی نہ مانگا اس کو کچھ مل گیا۔ میں کچھ دینے کے قابل نہیں ہوں جو کچھ دیتا ہے رب تعالےٰ دیتا ہے۔ میری کیا ہستی کہ میں دوں سب کام اس کی رضا سے ہوتا ہے پھر فرمایا کہ شیخ الاسلام دہلی نے برادرم شیخ جلال الدین تبریزی کے دروغ کو رفع کیا ہے کہ شاہی رکھتے ہوئے درویشی کا دعویدار ہے" جب یہ خبر شمس والئ دہلی تک پہنچی اس نے شیخ جلال الدین کو منہ پر تو کچھ نہ کہا۔ شیخ الاسلام دہلی اس کام میں کچھ طول ہوئے اور کام حسد سے بڑھ گیا۔ اور محضر تیار کیا گیا۔ شمس والئ دہلی کا اشارہ ہوا کہ شیخ جلال الدین حاضر ہوں دعاگو بھی اس محضر میں حاضر تھا شیخ جلال الدین نے کہلا بھیجا کہ اس دعوئ میں کوئی منصف ہونا چاہیے۔ شیخ الاسلام دہلی نے کہلوا بھیجا کہ جس منصف کو آپ اختیار کریں وہی ہوگا پھر شیخ جلال الدین نے فرمایا کہ شیخ بہاؤالدین ذکریا ہمارے درمیان منصف ہوگا شیخ الاسلام نے کہلوایا کہ بہاؤالدین ملتان میں ہیں وہ کس طرح

آئیں گے شیخ جلال الدین نے جواب دیا کل بوقت محضر پہنچ جائیں الغرض جب دوسرے دن محضر کے وقت تمام صدور ائمہ ومشائخ حاضر تھے شیخ جلال الدین بھی آئے اور جوتوں کی جگہ بیٹھ گئے ایک بزرگ نے کہا کہ آپ آگے آئیے اور شمس والی دہلی نے بھی معذرت کی کہ جلال الدین سب سے بلند جگہ پر بیٹھے شیخ جلال الدین نے فرمایا کہ یہ مقام دعوے ہے میرا مقام یہی ہے اس کے بعد ائمہ اور صدور و شیخ الاسلام میں ہر ایک نے مناسب حال شیخ جلال الدین باتیں اور رد آئیں کہیں۔ کچھ دیر نہ گذری تھی کہ آواز بلند ہوئی کہ شیخ بہاؤ الدین ذکریا قدس اللہ سرہ العزیز آگئے۔ تمام خلق متعجب رہ گئی ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ شیخ بہاؤ الدین کو کس نے خبر کی کہ وہ ملتان سے کس طرح روانہ ہو کر اس جگہ پہنچے۔ اور اس طرح شیخ بہاؤ الدین ذکریا قدس اللہ سرہ بروقت محضر پہنچ گئے جب آپ مجلس میں آئے جس جگہ لوگوں کی جوتیاں تھیں کھڑے ہو کر نعلین شیخ جلال الدین کو پہچان لیا اور زمین سے اٹھا کر اس کو چوما اور سہ بار آنکھوں پر لگایا اور پھر اسے اپنی آستین کے اندر رکھ دیا اور سلام کر کے شیخ جلال الدین کے نزدیک بیٹھ گئے جس وقت شمس والی دہلی نے اس معاملہ کو معائنہ کیا مخلوق کی طرف منہ کر کے کہا کہ شیخ جلال الدین تبریزی کی بزرگی معلوم ہو گئی ہے جو منصف آئے ہیں انہوں نے شیخ جلال الدین کی نعلین کو چوما اور آستین میں ڈال دیا ایسے آدمی سے کسی کا کیا دعوے پس معلوم ہوا کہ یہ سخن جھوٹ ہے کہ شیخ الاسلام نے شیخ جلاالدین کے باب میں رفع کیا ہے یہ فعل درویشوں کا نہیں۔ جملہ صدور و ائمہ و شمس والی دہلی نے بہت معذرت و عذر کیا۔ الغرض شیخ جلال الدین و شیخ بہاؤ الدین دونوں واپس چلے گئے

اور ایک دریا کے کنارے آکر رات بسر کی جب دن ہوا شیخ بہاؤالدین رحمتہ اللہ علیہ وداع کر کے واپس ملتان روانہ ہوئے اور شیخ جلال الدین جانب ہندوستان بسمت لکھنو روانہ ہوئے کافی مدت زندہ رہے اور پھر وصال فرما گئے

الغرض بہت مدت نہ گذری کہ شیخ الاسلام دہلی بلائے درد شکم میں مبتلا ہوئے اور اسی مرض میں وصال کیا۔

پھر کلام دنیا کی شروع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ سالک کے لئے دنیا سے زیادہ بڑا حجاب نہیں ہے کیونکہ کوئی خدا تک دنیا میں مشغول و ملوث ہوتے ہوئے نہیں پہنچا۔ اہل سلوک نے فرمایا ہے کہ درمیان حق و بندہ کے دنیا سے زیادہ کوئی حجاب نہیں پس جو کوئی دنیا میں پھنسا خدا سے باز رہا۔ لوگ جتنے دنیا میں مشغول ہوتے ہیں اتنا خدا سے دور رہتے ہیں

پھر فرمایا کہ جس دن دنیا میں دنیا کی مہر کی گئی جملہ ملکوت اس پر روئے مگر ابلیس لعین شاد تھا اور کہتا تھا کہ فتنہ درمیان فرزند آدم کے قائم ہو گیا کیونکہ وہ اس کی خاطر بھائی بھائی کو ہلاک کرے گا اور رشتہ داران اس کی خاطر قطع رحمی کریں گے اور شہروں کے شہر اس کی خاطر خراب و برباد ہوں گے اور آدمی ایک دوسرے سے جدا ہوں گے اور عداوت قائم کریں گے مگر دنیا برقرار رہے گی۔

الغرض اس دنیا کی تعظیم و اکرام ابلیس لعین نے تمام درجہ کی اور آنکھوں پر رکھا فرمان ہوا اے عزازیل تو نے یہ کیا کیا تعظیم دنیا کرتے ہوئے تم نے اسے آنکھوں سے لگایا ہے۔ عزازیل نے کہا الٰہی دنیا کی میں نے اس لئے زیادہ تعظیم کی ہے اور اس لئے

آنکھوں سے لگایا ہے تاکہ جو شخص اس کو اختیار کرے گا اور اس پھنسے گا وہ میری طرح ہو گا
میں اس کو اپنا قرب دوں گا اور اسی مردار سے مشغول رکھوں گا اس کی وجہ سے میں
اسے جملہ طاعات و عبادات و خیرات سے دور رکھوں گا۔ پس جب وہ میرا قریبی ہوگا
جلدی ہلاک ہو جائے گا اس کا وہ مال دوسرے کھائیں اور وہ درمیان میں نہ ہو گا

اس کے بعد خواجہ قطب الاسلام نے فرمایا کہ یہ دنیا بہت غدار و مکار ہے
جو لوگ اس میں پھنس گئے ان کی کوئی جگہ نہیں یہ ان سب کو تو ہلاک کر دیتی ہے اور خود
برقرار رہتی ہے۔

پھر فرمایا کہ دنیا کی ہر شخص کو دوستی اور یاری ہے۔ سوائے درویشوں کے کہ
انہوں نے اسے لات ماری ہے اور اپنی ذات سے اسے دور رکھا ہے۔

پھر فرمایا کہ خواجہ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم
میں ایسے مرد ہیں کہ دنیا ان کے در پر لاکھوں بار آتی ہے اور کہتی ہے کہ اے خواجگان
اگر آپ مجھے قبول نہیں کرتے تو کم از کم گوشۂ چشم سے تو دیکھئے! مگر وہ تنگ چشمی سے
بھی اسے نہیں دیکھتے بلکہ فرماتے ہیں کہ اگر پھر تو ہمارے در پر آئی تو ہلاک ہو جائیگی۔

بعد ازاں ایک حکایت مناسب حال اس مقام کے ارشاد فرمائی کہ حضرت
عیسٰے علیہ السلام نے ایک بوڑھی بدصورت عورت کو دیکھا اس سے پوچھا تو کون ہے
اس نے کہا کہ میں بوڑھی دنیا ہوں حضرت عیسٰے علیہ السلام نے فرمایا تو نے کتنے شوہر
کئے ہیں اس نے کہا بے حد و بے اندازہ جن کا شمار نہیں ہو سکتا عیسٰے علیہ السلام نے
کہا ان شوہروں سے کتنے لوگوں نے تمہیں طلاق دی ہے اس نے کہا میں نے ان سب

کو قتل کر دیا ہے۔ جن کا شمار نہیں اور میں برقرار ہوں۔

پھر قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ درویش کو راحت کلی حاصل ہے اور دنیا کی آفتوں سے پر امن ہے۔ درویشی میں سختی درکار ہے کہ جس شب ان کو فاقہ ہو وہ رات ان کے لئے شب معراج ہے۔ کیونکہ اہل سلوک و تصوف کہتے ہیں ۔ معراج الفقیر فی لیلۃ الفاقۃ ، فقیر کا معراج شب فاقہ ہے۔ پس کوئی نعمت درویشی سے بڑھ کر نہیں۔

پھر قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا فاقہ درویش کا اختیاری امر ہے کیونکہ اس کی مملکت ان کے ہاتھ ہے کہ خرچ کریں اور اس کے مال و اسباب کو مصرف میں لگائیں پس وہ یہ کر سکتا ہے کہ خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی دے تاکہ اس کا کام دوبالا ہو اور مقام بلند۔

جب خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ ان فوائد کو تمام فرمایا تو اٹھے اور کھڑے ہوئے اور آنکھ ہوا میں لگائی اور عالم تحیر میں مشغول ہو گئے۔ دعا گو اپنے خرابہ مقام کو واپس ہوا۔

الحمد للہ علی ذالک

مجلس ہفتم

بروز چہار شنبہ ۵۸۴ھ میں فقیر کو فخر دولت پابوسی حاصل ہوا۔ قاضی حمید الدینؒ و مولانا شہاب الدین اوشی، و شیخ محمود موزہ دوز و خواجہ تاج الدین غزنوی، و مولانا فقیہ خداداد اور سید نور الدین مبارکؒ غزنوی، و سید شرف الدین، و مولانا شمس الدینؒ ترک، و مولانا علاؤ الدین کرمانیؒ، و قاضی عماد الدین، و مولانا فخر الدین زاہد۔ یہ تمام حضرات صاحب کشف و کرامت بخدمت خواجہؒ حاضر تھے حکایت سلوک کی بابت مذکور ہوئی اس اثنا میں قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ امام الحرمین رحمتہ اللہ علیہ اپنے یاروں کے ساتھ بیٹھے تھے اور انہیں وقتِ حال آگیا۔ امام الحرمین نے ذکر اللہ شروع فرمایا۔ ان کی موافقت میں تمام بزرگان نے بھی جو حاضر تھے ذکر شروع کر دیا یہاں تک کہ انہیں اپنی خبر تک نہ رہی بعدہٗ ان کے اعضاء مبارک کے ہر بال سے خون خالص بہنا شروع ہوا۔ جو قطرہ زمین پہ گرتا وہ نقش باللہ ہوتا اور جو قطرہ خون زمین پر گرتا اس سے آواز ذکر پیدا ہوتا یعنی آواز اسم "اللہ" سنائی دیتا۔

جب خواجہ صاحب نے یہ فرمایا تو ان بزرگوں کے درمیان ایک وقت اور حالت پیدا ہو گئی اور تمام نے اس قدر ذکر کیا کہ بے ہوش ہو گئے اس کے بعد جب وہ بے ہوشی سے باز آئے۔ خواجہ صاحب نے یہ رباعی مبارک جاری فرمائی

رباعی

ذکر خوش تو ز ہر دہن می شنوم — شرح علم تو ز خویشتن می شنوم
کہ ہیچ نباشد کہ یکے بنشانم — تا نام تو می گوید و من می شنوم

تمام یار ذکر میں لگ گئے، اتنا ذکر کیا کہ ہر بال مبارک کی جڑ سے خون جاری ہو گیا اور جو قطرہ زمین پر گرتا تو زمین سے نقش "سبحان اللہ" پیدا ہوتا۔ اور ان تمام قطروں سے آواز ذکر پیدا ہوتا۔ اس کے بعد جب فراغت ہو ہر کوئی اپنی اپنی جگہ پر قرار گزین ہوا، دعا گو اٹھا، روئے نیاز زمین پر رکھ کر رخصتِ روانگی بجانب ہانسی چاہی۔ نظر حضرت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ کی اس دعا گو پر پڑی تو آنسوؤں سے آنکھوں کو پُر کر کے فرمایا کہ مولانا فرید الدین میں جانتا ہوں کہ تو چلا جائے گا میں نے پھر زمین نیاز چومی اور عرض کیا اگر فرمان ہو گا تو جاؤں گا ورنہ نہیں فرمایا جاؤ اللہ تعالیٰ کی تقدیر یہی ہے کہ تو وقت سفر آخرت ہمارے پاس نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ میں اس درویش کی ایزادگی نعمت دین و دنیا کی خاطر فاتحہ اور اخلاص پڑھوں۔ سب حاضرین نے پڑھی اور دعائے خیر مانگی اس کے بعد مصلّٰے آپ کے پاس پڑا تھا اس دعا گو کو عنایت فرمایا اور ایک عصا عطا فرما کر ارشاد ہوا کہ دوگانہ نماز ادا کرو اور بیٹھو کل چلے جانا۔ حضرت خواجہ ادام اللہ برکاتہ کے حکم کے مطابق دوگانہ ادا کیا اور پھر حاضر خدمت بیٹھ رہا خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے منہ میری طرف کر کے فرمایا کہ میں تمہاری امانت یعنی "سجادہ، خرقہ، نعلین و دستار" قاضی حمید الدین ناگوری کو سونپوں گا میرے وصال کے چوتھے یا پانچویں روز

بعد تم اسکو گے اور اس امانت کو لو گے۔ جس وقت خواجہ صاحب نے یہ ارشاد فرمایا مجلس سے نعرہ بلند ہوا اور ہر ایک نے خواجہ صاحب کو دعا دی۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا میں بھی بوقت وصال حضرت خواجہ شیخ الاسلام، حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز حاضر نہ تھا اور انہوں نے بھی خرقہ مجھے اپنے ہاتھ سے نہ دیا تھا۔ اسی طرح عطا فرمایا تھا جس طرح میں تمہیں دوں گا۔

پھر فرمایا کہ مرید کو چاہیئے کہ اپنے پیران کی سنت پر ثابت قدم رہے اور اس سے ذرہ بھر بھی تجاوز نہ کرے تاکہ کل ان کے سامنے شرمسار نہ ہو۔

بیان خوف

اس کے بعد کلام خوف کی بابت شروع ہوئی فرمایا خوف حق تعالےٰ کا تازیانہ بے ادب کے لئے ہے۔ تاکہ جو بندگان سے بے ادبی کرے تو اس تازیانہ سے اسے درست کیا جاوے۔ تاکہ درست روی اختیار کرتا جائے۔

پھر فرمایا ہر دل میں جب خوف حق آتا ہے۔ تو اس کا دل بذریعہ قارورہ ذرہ ذرہ ہو کر نکلتا رہتا ہے

پھر فرمایا کہ ایک دفعہ خواجہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے ہارون الرشید نے ایک آتش پرست طبیب کی خدمت میں برائے علاج بھیجا وہ طبیب بہت ہی حاذق تھا۔ جب طبیب نے خواجہ سفیان ثوریؒ کے پاس آیا اور ہاتھ حضرت خواجہ سفیان کے سینہ مبارک پر رکھ کر نعرہ لگایا اور گر پڑا۔ کہا سبحان اللہ!! دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں ایسے مرد بھی ہیں جن کے دل ترس خدا سے ذرہ، ذرہ ہو کر بذریعہ

قارورہ بہت چکا ہے (اور زنار بھی ہیں) اس طبیب نے فوراً کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ یہ خبر ہارون الرشید کو جب پہنچی طبیب آپ نے علاج کے لئے بھیجا تھا مسلمان ہو گیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں تو سمجھتا تھا طبیب کو بیمار کی طرف بھیجا ہے۔ مگر یہ نہ جانتا تھا کہ خود بیمار کو طبیب کی طرف بھیج رہا ہوں۔

پھر فرمایا کہ اہل سلوک فرماتے ہیں کہ اگر درویش چاہے تو تونگری سے محبت کرے تو اسے زہد و طاعت بہت بجالانی چاہیئے اور اگر فقر سے محبت کرے تو فقر میں نامرادی کو بہت ملحوظ رکھے اور اگر محبتِ قرب طلب کرے تو اپنی ذات کی ناامیدی اور طاعت بہت کرے پھر ان مقامات پر پہنچے گا اور اگر ایسا نہ کرے گا تو ضائع ہو جائے گا۔

اس کے بعد اس دعاگو کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا اے فرید! تو ہمارا دنیا اور آخرت کا دوست ہے مگر سن رکھ نہ غافل نہ ہونا کیونکہ اہل سلوک فرماتے ہیں کہ راہِ طریقت ایک ایسا راہ ہے جو نہایت پرخطر ہے جو اس راہ پر گامزن ہوتا ہے غفلت سے منزل گاہ عزت پر نہیں پہنچ سکتا۔ صرف اس طریقہ سے پہنچ سکتا ہے جو اس راہ کے اہل حضرات نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب لوگ حق تعالٰے کے در پر پہنچیں جب تک اس دروازے کو بلا سے نہ کھٹکھٹائیں ہرگز نہیں کھلتا اور جب تک زبان عذاب سے خود بوجھ نہ جائے ہرگز اسے حاصل نہیں کر سکتا اور جب تک ذلت میں قدم نہ رکھے گا ہرگز منزل گاہ عزت کو نہ پہنچے گا

پھر فرمایا تیس ۳۰ سال میں نے ریاضت کی پھر بھی جب تک میں نے مصائب

(۱/۳۱ یعنی ۶۲ صفحے)

خود نہ مانگے کامیاب نہ ہوا۔ اور جب تک ان سب بلیات سے دوچار نہ ہوا۔ درِ راز دانہ ہوئے۔ اور جب تک میں نے اس کے راہ میں ان تمام بلیات سے دو بدو نہ ہوا منزل گاہ عزت تک نہ پہنچ سکا۔

جس وقت قطب العالم ادام اللہ برکاتہ نے یہ فوائد ختم فرمائے تمام عزیزان نے زمین بوسی کا شرف حاصل کیا اور چلے گئے۔ جب میری باری آئی تو آپ نے میرے سر کو گودی مبارک میں لیا اور گریہ فرمایا۔ اور یہ الفاظ زبان مبارک سے ارشاد فرمائے۔ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ۔ اس کے بعد فرمایا کہ پیر کی ارادت کا حق ایک بہت سخت چیز ہے۔ جاؤ میں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا اور مقام قرب و عزت گاہ تک تمہیں پہنچا دیا۔ جب یہ ارشاد فرمایا تو عالم تحیر میں متغرق ہوئے اور دعاگو بھی واپس لوٹا یہی کچھ فوائد سلوک تھے جو میں نے زبانِ مخدوم عالمیان سے سنے تھے۔ اور ورطہ تحریر کا موجب بنے۔

الحمد للہ علیٰ ذالک

تمت